

قال الله تعالى

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً

تجوید کے اندوہی اور اہم مسائل پر مشتمل ایک جامع رسالہ

جَمَالُ الْقُرْآنِ

معہ حاشیہ

إيضاحُ البَيَانِ

متن

حکیم الامہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ

شیخ التجوید استاذ الاساتذہ حضرت قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

قال الله تعالى
وَرَبَّلِ الْقُرْآنَ مُرْسِلًا

تجوید کے ضروری اور اہم مسائل پر مشتمل آئید جامع رسالہ۔

جَمَالُ الْقُرْآنِ

معہ حاشیہ

إيضاحُ البَيَانِ

میں

تکملہ ملازمۃ الشرف مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ

شیخ الحدید استاد الاسلامیہ الشرفہ قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

(اردو میں)

مُحَمَّدٌ ﷺ وَنُصْرِي عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكَرِيمُ۔ اَنَابَتُہٗ۔ رسالہ جمالی القرآن مستفہ حکیم
 اناست حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو تم تجوید میں جو تجویدت اور
 شہرت حاصل ہے وہ مختار بیان نہیں۔ سب لہا سال سے یہ رسالہ پاک و جہد کے ہمارے تجوید پر
 ہمارے عزیز کے شعبہ ہائے تجوید میں افضل نصاب چلا آ رہا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ مصنف رحمت
 علوی مولانا کا علمی مقام ہے۔ اور پھر اس کتاب کی زبان عام فہم اور آسان و زیادہ دوسری وجہ ہے
 کتاب کی مقبولیت کی ایک وجہ جس میں کچھ خط میں ایسے تھے جو قابل وضاحت اور تشریح طلب
 سمجھ گئے۔ اس لیے اصحاب علم نے اس پر تنقید دھاڑی تھی مگر ہر تنقید کی مفید اور مشعلی اذنیات تھیں
 جس اہل بصیرت پر حقیقت بخشنے میں کرنا مقنا کے کی طرف بڑھا جا رہا ہے انہی ہی مجھے سمجھنے
 کی صلاحیت کم اور علمی استعداد ختم ہوئی جا رہی ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ نئی نظر
 رسالہ مزید نیا حاشیہ لکھا جائے جو آسان بھی ہو اور مفصل بھی نہ تاکہ وہ حاضر کے مستقبل اور
 ابتدائی متعلمین اس سے استفادہ کر کے رسالہ کے مضامین کو کیا حقیقت سمجھ سکیں یہی مقصد ہے
 اس کوشش کا اور پس۔ اس بات کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ حاشیہ کے مضامین عام
 فہم اور سہولت میں بیان ہوں اور اس بات کو بھی میں نظر رکھا گیا ہے کہ میں کوئی جگہ
 ایسی نہ رہ جائے جس کی وضاحت کو ضروری ہو اور نہ کی جائے۔ امداد کی مناسبت سے
 اس حاشیہ کا نام ایضاح البسیان تجویذ کیا گیا ہے امداد اس بات کا بھی خیال رکھا
 گیا ہے کہ رسالہ جمالی القرآن عام طور پر سب سے زیادہ پڑھا یا جاتا ہے۔ اس لیے
 حاشیہ میں زیادہ تر تمہیں کتاب کو ہی مل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور نہ ہی سے تنقید مختلف حاشیہ
 کو حتیٰ الامکان نہیں چھوڑا گیا۔ حتیٰ تعالیٰ شاہ اپنے مخلص و کرم سے جس کوشش کو قبول فرما کر
 ہمارے غم کے لیے نافع اور بخشی کے لیے نفع و خیرت بنائے۔

وَاللّٰهُ السَّمِیْعُ وَالْعَلِیْمُ۔

نوٹ ۱

جس طرح نزلت نے غی کے صفائیں کو لمبات میں تقسیم فرمایا ہے۔ اسی طرح حاشیہ میں بھی لمبات قائم کر دیے گئے ہیں اور ناظرین کی سہولت کی خاطر حاشیہ میں نمبر بھی لکھا ہے کہ اعتبار سے لگانے گئے ہیں۔ صفحات کے اعتبار سے نہیں لکھائے گئے۔

شکریہ معارفین :

میں اس موقع پر ان اجاب اور غصیلوں کا فکریہ اور ادراک نا بھی ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس حاشیہ کی تالیف کے وقت کسی حسرت سے بھی یہی مدد فرمائی یا اس کی طباعت کے لیے کوئی مدد فرمادیا اور گو دھوی۔ حافظ مولوی عبد القیوم علی۔ خاں علی الاسلامی مورثی۔ مولوی سعید الرحمن ہزاروی اور حافظ مولوی محمد پرویز علی۔ انتقادی مسراج احمد غفران۔ یہ سب ولی فکریہ کے سستی ہیں کہ انہوں نے نہایت خلوص اور بڑی محنت کے ساتھ کتابت مسرہ کی خدمت انجام دی۔

تَجَرَّاهُمْ، مَنَّا أَحْسَنَ الْجَوَانِدِ

العباد الضعیفہ ابوالفضل محمد شہید علیہ السلام رحمہ اللہ انوار القراءین ہاک ماؤں دوزخ

لاہور۔ ۲۳ دسمبر ۱۳۸۲ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۳ء

ایک ضروری گذارش

صحاب فضل و کمال سے گذارش ہے کہ ان تراجم میں اگر کہیں کوئی غلطی یا تباہی یا اختلاف یا تو غیر ضروری اور شفقت علی العللہ سے جذبہ سے غلطی کو آگاہ فرمائیں۔ تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

پہلا حصہ

تجوید کہتے ہیں ہر حرف کو اس کے مخارج سے طاعتاً اور اس کی صفات کو اس کے علم کی حقیقت اسی فقہ ہے اور غماز اور صفت کے آوی گئے چوتھے اور پانچویں حصوں میں۔

دوسرا حصہ

تجوید کے فوائد قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا یا بے قاعدہ پڑھنا محض گناہ ہے اور یہ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا پڑھ دیا جیسے اَلْحَمْدُ کی جگہ اَلْهَمْدُ پڑھ دیا۔ یا ث کی جگہ سین پڑھ دیا۔ یا س کی جگہ ق پڑھ دیا کی یا ث کی جگہ ت پڑھ دیا۔ یا ت کی جگہ د پڑھ دیا۔ یا د کی جگہ ذ پڑھ دیا۔ یا ذ کی جگہ ز پڑھ دیا۔ اور ایسی غلطیوں میں دیکھتے خاص کئے پڑھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ (۲۱) یا کسی حرف کو بڑھا دیا جیسے اَلْحَمْدُ دینے میں والی کے پیش کو امداد کے زیر کو اس طرح کھینچ کر پڑھا اَلْحَمْدُ دینا (۲۲) یا کسی حرف کو گھٹا دیا جیسے اَلْحَمْدُ دینے میں واو کو غلط پڑھ دیا اور اس طرح پڑھا اَلْحَمْدُ دینا

دوسرا حصہ اول اس میں ہمیں صفت نے تجوید کی تعریف دوس کی حقیقت بیان فرمائی ہے اور قاعدہ بھی بیان کیا ہے کہ کسی علم و فن کے مشرب کرنے سے پہلے اس کی تعریف سمجھ کر لی جائے اور اگر تعریف کے بعد اس علم کا مضمون اس کی غرض وغیرہ سمجھ لیں تو فائدہ یہ چیزیں بھی مشرب کی جاسکتی ہیں مگر عقائد نے اختلاف کے پیش آخر فقط تعریف پر ہی مکتف کیا ہے تاکہ وہ چیزیں یہ چیزیں بھی اقتدار اختیار کے ساتھ بیان کر دی جائیں گی۔ ۱۔ سکہ پہرے تجوید کے درجہ میں۔ چنانچہ درج الحروف اور وہ اصناف الحروف جیسا کہ حق سے ظاہر ہے اور بعض اصناف کے ساتھ آئندہ پہلے اپنے سنی پڑھائیں گے اور دوسرے ان کے علاوہ کچھ اور غایت فصیح و سلیقہ اور فائدہ حصول سمجھنے والی ہے ۱۲ سکہ مقدمہ ہے کہ تجوید کے اجزائیں ہیں۔ ۱۔ اول و سولہ تجوید کے اجزائیں ہیں جو مستحب اور مستحسن ہے بشرطیکہ لوگوں کی وجہ سے قرآن تجوید نہ کریں۔ ۲۔ دوسرا حصہ یا حرام ہے تفصیل پڑی کہ قرآن میں دیکھ رہے ہیں غلبہ یہ ہر آواز زید غلبہ قرآن کو زائد و فوق کے ساتھ بھی تو یہ حد سے گزر بھی نہیں سکتا اور وہ مجزئہ نہ لے سکتا ہے۔ اور اس کے برعکس اگر کوئی شخص مجزئہ خوب سنا ہے عورت آئی کی عادت تجوید نے سرفانی نہیں کرنا تو اس کو تجوید کہنا کو حرج صحیح نہیں ۱۲۔

(۳) یا فرد زیر پیش ہر مہم میں ایک کو دوسرے کی جگہ پر دیا جیسے اِنَّا لَنَكْتُبُكَ کَاف کا زیر
پر دیا یا اِخْدَانِیْم سے پہلے اسی طرح زیر پر دیا اَحْدِیْنَا یا اَنْفَعَتْ کی مہم پر اسی
طرح حرکت پر دوی اَنْفَعَتْ یا اور اسی طرح سے کچھ پر دیا۔ ان غلطیوں کو لغوی جلی کہتے
ہیں اور یہ غرامت ہے (حقیقت التجدید اور بعض جگہ اس سے سنی بگڑ کر غلطی جاتی رہتی ہے۔
اور دوسری قسم یہ کہ اسی غلطی تو نہیں کی لیکن حرفوں کے حیثیت پر نہ کے چوتھا دار سے منفرد ہیں

حواشی لمعدوم | اس سے پہلے لغوی تجدید کی غریب اور اس کی حقیقت وغیرہ بیان کرنے کے بعد اب اس
لغوی صفت غلطیوں کی انواع اور ان کی قسمیں بیان فرماتا ہے ہیں۔ چوتھا جلی کہنا مقصد ہی قرآن مجید
کو قطع پر حصے سے پرانا ہے اس لیے صفت کرنے اس لغوی وہ نام سورہی بیان فرمادی ہیں جو تجدید کے خلاف
یعنی غلط پر حصے سے پیدا ہوتی ہیں ۱۲ اس کے بعد کے خلاف پر دیا اب تا حد پر دیا یا غلط پر دیا ان تینوں
کا مطلب ایک ہی ہے۔ بے قاعدگی غلطی ہے اور غلطی بے قاعدگی اور یہ مطلب ہے تجدید کے خلاف
پر حصے کا بھی ۱۳ اس کے بعد اطلاق پر قسم کی غلطی پر دیا ہے خواہ جاری ہو یا جلی۔ اس سے بعد میں اسی کی قسم
فرمادی ہے جیسا کہ صفت کرنے کی ہے پس جاری غلطی کو جلی اور ان کی غلطی کو لغوی جلی کہتے ہیں۔ پھر
لغوی جلی کا اطلاق چار قسم کی غلطیوں پر ہوتا ہے: (۱) ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جانے
(۲) کوئی حرف زیادہ ہو جائے۔ (۳) کوئی حرف کم ہو جائے۔ (۴) حرکت و سکون میں غلطی ہو جانے
یعنی ایک حرکت کی بجائے دوسری حرکت یا حرکت کی بجائے سکون یا سکون کی بجائے حرکت اور اگر
جانے یہ سب غلط ہیں اور ان کی مثالیں بھی ہیں مروجہ ہیں مسئلہ کے بھانے اور صورتوں کو واضح کرنے
کی غرض سے متن میں خبر لگا دیے گئے ہیں پس غلطیوں میں پہلے تو غلط ایک نام پر کے ضمن میں لغوی جلی کی چار صورتیں ذکر
ان کی مثالیں ہیں ان کی ہیں اور پھر جلی کا حکم بتا دیا ہے اور پھر اس کے بعد لغوی جلی کی تصریح اور اس کا حکم
بیان کیا ہے۔ اس ترتیب کو فہم میں رکھ کر قلم کا معاملہ کی جانے تو ان شاء اللہ مسئلہ سمجھ میں آ جائے گا ۱۴
اس میں اگلے حصے سے لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو لغوی نہایت سے واقف اور قرآن مجید کو ترجمہ کرتے
ہیں اور یہ حضرات ہا و جو علم رکھنے ان غلطیوں میں جو مبتدیانوں کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض کسی غلطی کا لغوی
اور اس کا رد وہاں نہ سے اس غلطی کی صحیح نہ لگی نہیں جانتا اس لیے کہ کسی مجدد لغوی سے ہی مشق کر لیا
پڑتی ہے ۱۵ جیسا جو اوپر مذکور کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں ۱۶ اس کے بعد کہ ان غلطیوں کا لغوی اور

تو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت یا کسی قسم کا جھگڑا
تو بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے مگر اس دوسری صورت میں سورۃ براءۃ کے شروع میں پڑھے
اور بقیے حاملوں نے کہنا ہے کہ پہلی صورت میں بھی سورۃ براءۃ پر بسم اللہ پڑھے۔ اور اگر
دوسرے صفت کا قصد کیا گیا کہ اس میں جو دوسری صورت ہے مگر چونکہ وہ بجا میں ہے
اس لیے اس کی غلطی کی طرف اشارہ بھی ہلکے عزائم سے کرتا
ہر مسمیٰ جہ فاعلہ پڑھنا چنانچہ قرآن میں بھی ان کے ترک کو عزائم کے جہیں ہوئے کے فاعلہ کے خلاف
پڑھنے ہی سے تعبیر فرمایا ہے اور اس لئے کہ اس میں مسائل پر جو مقدمہ کیا ہے تو اس کی وجہ شادیہ ہو کہ
معتصم کے پیش نظر یہ سمجھا ہو کہ آئندہ رعایت میں بیان کرنے سے ۲ مسائل کو یاد کرے اور ان کی
روایت میں قرآنی عید کی تلاوت کرنے سے متعلقہ انہی غلطیوں سے بچنا ہے جیسا کہ بیان کر دی گئی ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔

حواشی لمقدمہ سوم ۱۔ اس میں معتصم نے آؤنا اور بسم اللہ کے پڑھنے کا مکمل اور موقع بیان فرمایا
ہے اور مسئلہ کے ہائی پہلوؤں کو ابتدائی رسالہ ہرنے کی وجہ سے نظر انداز فرمایا ہے۔ احقر کی رائے میں
معتصم کے لیے بھی مناسبت ہے کہ کتاب میں مسئلہ کی جوتی مذکور ہے اس کے سوا اور دوسری صورتوں
سے تعرض نہ کریں تاکہ پڑھنے والوں کی مشغول نہ ہو ۲۔ خواہ کسی صورت کے شروع سے پڑھنا شروع کیا
جائے یا در بیان سے ششائسی پارہ یا شروع وغیرہ کے شروع سے یہ حکم عام ہے ۳۔ اس لیے کہ
اشارہ فی سورۃ نمل میں اس کا ذکر فرمایا ہے ۴۔ اس شخص کے بچنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے
کہ یہاں سورۃ اور صورت میں کیا فرق ہے۔ یہ سورۃ قرآنی عام لفظ ہے یعنی قرآن مجید کی سورۃ اور
صورت یعنی حالت ہے۔ اب سمجھو کہ بسم اللہ کے پڑھنے کا مقصد ابتدائے سورۃ ہے نہ ابتدائے سورۃ کی دو
صورتیں یعنی سورۃ الفاتیہ ۱۔ ایسا یہ کہ ابتدائے سورۃ سے پڑھنا شروع کیا جائے اور دوسری یہ کہ ابتدائے
سورۃ کے در بیان قرآنی واقع ہو رہی پڑھتے پڑھتے در بیان میں سورۃ شروع ہو جائے پس ہم اقتدا
پڑھنا ابتدائے سورۃ میں ان دونوں صورتوں میں فرق کیا ہے ۲۔ ابتدائے سورۃ براءۃ کا حکم ہی عام فاعلہ
سے معتصم نے ابتدائے سورۃ براءۃ پڑھتے پڑھتے در بیان میں شروع ہو جانے سے قبل قرآنی
شروع میں ہم اشارہ فرمایا ہے نہ ایک جائز ہے اور اس کو بھی دوسری صورت کے بھی یہ بیان کیا گیا
ہے اور اگر کسی سے پڑھنا شروع کیا جائے تو اس صورت میں بھی اکثر علماء ناجائز ہی کہتے ہیں۔ (مقدمہ ص ۱۲)

کسی سورت کے کینچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے۔ فرمودہ ہی نہیں لیکن
اچھا وہ اس حالت میں بھی ضروری ہے۔

اسے اس حالت میں پڑھنے کو جائز بتایا ہے اور اگر کسی میں اکثر کے قول کو جو ہمیں قائل بنایا ہے تو وہ دوسرے
صحتوں کی تحقیق کے خلاف ہے اور ہر حال میں اس صورت میں جائز ہے بھی ہیں تو وہ بھی ابتداء سے سورت کے
لحاظ سے نہیں بلکہ صرف تبرکاً یعنی برکت حاصل کرنے کی طرف سے جائز ہے جیسا کہ ابتداء کے قرات و یہاں
سودہ کی سورت میں بھی اس قصہ کے لیے بسم اللہ کا پڑھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ اس مسئلہ کی تفصیل تو یہ ہے
مؤید شروع قرات کی یہ ہے ۱۲ھ کیونکہ حدیث میں کہ ہے کہ ہر وہ کام جو تمہارا نشان ہو اگر اس کو پھر
بسم اللہ کے شروع کیا جائے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور تھوڑے قراتی سے بڑھ کر اور کوئی کام تمہارا نشان
ہو گا۔ تو ضروری اس لیے ہیں کہ اس کا عمل نہیں پایا گیا ہو کہ ابتداء سے ۱۲ھ یعنی ابتداء قرات
درمیان سودہ کی حالت میں ۱۳ھ کیونکہ اس کا عمل پایا جاتا ہے مثلاً ابتداء قرات۔ ایک مؤید مشہور
عقلمیں کو چاہیے کہ یہ سادہ صریح ہے کہ بعد صحت اور قرات کے شروع اور دہرائی کے لحاظ
سے جو تین خطیں ملتی ہیں وہ ہر شکل میں اچھا اور بسم اللہ دونوں کے یاد دہانوں میں سے ایک کے پڑھنے کا جو حکم
ثابت ہوتا ہے طلبہ کو میں بھائیوں کو کوئی بات کی کہ کبھی نہ کا انداز غلط ہو اور تقریر اس طرح کریں
کہ اس نعلین میں یہ بات مسلم ہوئی کہ شروع قرات میں اچھا کا اور شروع سودہ میں بسم اللہ کا پڑھنا ضروری
ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی سودہ کے شروع سے پہلے شروع کیا جائے تو وہاں اچھا اور بسم اللہ دونوں
ہی پڑھی جائیں گی۔ اور اچھا تو اس لیے کہ شروع قرات ہے اور بسم اللہ اس لیے کہ شروع سودہ ہے اور اگر
شروع قرات درمیان سودہ سے ہو جی کہ سودہ کے درمیان سے پڑھنا شروع کیا جائے تو وہاں اچھا تو
شروع ہوجائے گی اور بسم اللہ کا پڑھنا بھی جیسے کہ ضروری نہیں۔ اور اگر شروع سودہ درمیان قرات
ہو جی پڑھنے درمیان میں سورت شروع ہو جائے تو وہاں صرف بسم اللہ ہی پڑھی جائے گی۔ پس یہی تین صورتیں
ہیں۔ ۱۔ شروع قرات شروع سورت۔ ۲۔ شروع قرات درمیان سورت۔ ۳۔ شروع سورت درمیان قرات۔ ۱۔
یہ جو کہ شروع قرات شروع سورت میں اچھا اور بسم اللہ کا پڑھنا ہے اس سے ظاہر یاد دہانوں پر واقع کر کے
یہ کہ جو کہ دوسرے سے مل کر دوسرے کو وقف کر کے یا اس کے برعکس یعنی پہلے وقف کر کے اور پھر کہایت
سے حاکم جی چاہے جو ہر طرح جائز ہے اور شروع قرات درمیان سورت میں اچھا اور بسم اللہ ہی تو اس کی حالت
اسے ظاہر دیکھا جائے کہ اگرچہ یہ ہر دو وقف کر کے پڑھنا ہی ضروری ہے۔ ۲۔ اچھا اور بسم اللہ کا

چوتھا حصہ

جن موقعوں سے حروف ادا ہوتے ہیں ان کو **فوارج** کہتے ہیں اور یہ **فوارج** سترہ ہیں۔
 اور نہ ٹانواؤں جانتے ہیں مادہ اگر سیمندر میں تراویذ کو اگرچہ آیت سے ملتا ہے مگر تو یہ ہے لیکن نہ
 جتنے ہیں۔ ان اگر آیت کے شروع میں قرآن تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کوئی نام جو تراویذ میں آیت سے
 آجود کو ملتا قطعاً جائز نہیں اور شروع صورت میں قرأت میں پہلی صورت کے آخر پر وقت کر کے یا کسی
 سیمندر سے ملا کر نہ سنا دینا ہی طرح جائز ہے لیکن اگر صورت کے آخر کو سیمندر سے ملا دیا جائے تو اب الیوم
 پر وقت کرنا جائز نہیں بلکہ انکی صورت سے ملا کر پڑھنا ہی غلطی ہے اور اگر پڑھنے پر چھتے درجہ میں صورت
 برکت شروع ہو جائے تو وہاں جو کچھ سیمندر میں پڑھی جاتی ہے وہی صورت میں باقی رہ جاتی ہے یا ایک کہ
 صورت انفال کے آخر پر وقت کر دیا جائے اور وتریہ کو اس کے آخر کو بڑا کا تین آیت سے ملا کر پڑھا جائے
 آیت بیان پر ایک تیسری صورت بھی جائز ہے اور وہ یہ کہ صورت انفال کے آخر میں بجلی بجلی عیسیٰ علیہ السلام
 یہ صورتی اور پھر کہ دوسری صورت شروع کی جائے اور وہی کو سیکھتے ہیں۔

حواشی حصہ چہارم

۱۔ تہجد کی تعریف، جس کی صورتیں انسان کا حکم، احمق اور بھمکے پر پڑتے
 کا مرقع اور نل بیان کرنے کے بعد اب اسی نسبت صحت تہجد کے اصل مسائل شروع فرماتے ہیں اور
 جیسا کہ پہلے میں فرمایا ہے جس کو تہجد نام ہے جو وقت کرانہ کے مناسب اہلیہ سے نکلتے اور انکی صفات
 کے ساتھ کہ وہ اس سے اب مسائل کے بیان میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے کہ پہلے حروف کے فوارج ہیں
 قرآن میں اور پھر مقام کی بحث ہے جس اور نہ سب ہی میں ترتیب سے اس سے کہ وقت کے اندھونے میں پود
 مرتبہ علاج کہ ہے اور صفات کا ذکر پھر کے بعد ہے اور پھر ہی جن جگہوں سے جیسا کہ ان کی ہر زبان کی
 کرٹ اور نونوں پر ٹ و غیرہ میں انکی جگہوں کو فوارج کہتے ہیں اور فوارج جس سے پھر کی اور پھر کے سنی
 میں صورت کے لئے کی جگہ ۱۲ ہے، اس طرح کو ایک جوتہ میں تہجدی میں، اور نہ زبان میں اور نہ نون میں اور ایک
 پاک کی جوتہ میں ہے تعین کتاب میں آ رہی ہے ۱۲ ہے، اس طرح کے جس میں جو مکہ صحت کے لئے پھر کا نام
 اس سے پہلے وہ جو وقت اور ان حروف کے اصطلاحی ناموں کے علاوہ کچھ چیزیں اور بھی بیان فرمائی ہیں مثلاً
 جودہ و رالت کاغز، واو اور یا کی تین تین قسمیں، توحید مدہ کہ نہ تو دہر تہ کہنے کی وجہ اس سے اساتذہ
 کو جانتے کہ پہلے یہ سب چیزیں بعد کو الگ الگ کجا دی اور پھر کتاب کی علمت پر موصوفہ اس کی وضاحت کیا

نمبراً۔ جو حرف تہی یعنی ثنیہ کے اندر کا غلہ ساکن سے یہ حروف بنتے ہیں۔ اور جو جگہ ساکن ہوا اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جسے المضاف یا جگہ ساکن ہوا اور اس سے پہلے زبر ہو جسے المستند المضاف جگہ ساکن ثنیہ جھٹکے ہوا اور اس سے پہلے زبر ہو جسے جھٹکا۔ اور ساکن سے جھٹکے کہ یہ لکھا کہ زبر زبر پیش والا اور اسی طرح ساکن جھٹکے مانا ہوا ہوتا ہے اگرچہ عام لوگ اس کو بھی الف کہتے ہیں جیسے الحمد کے شروع میں جو الف ہے۔ یا بائیں کے یح میں جو الف ہے یہ واقع میں ہمزہ ہے اور اس تمام کتاب میں ایسے نونوں الفوں کو ہمزہ ہی کہا جائے گا۔ یاد رکھنا اور جس الف اور جڑ اؤ اور جس یاد کا الی اور پڑا کہ ہے ان کو حروف مدہ اور حروف ہمزہ ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس سے ہے کہ ان کو بھی ثنیہ ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ مسکے بیان میں اس کا نو ذرا حال معلوم ہو گا۔ اور سرائی کی لیے کہ یہ حروف ہمزہ پر تمام ہوتے ہیں۔ اور جس اؤ ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو اؤ الف کہتے ہیں جیسے میں خوف اور جس یا ساکن سے پہلے زبر ہو اس کو یاد الف کہتے ہیں جیسے

۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲

والصفت ہیں۔ اولین اور از محرف کا مخرج کے سوا طریقی مخرج کے بیان میں آئے گا اور دیا
 محرف ادبیا لیں کا مخرج آئے۔ یہ تو ہی محرف کے بیان میں آئے گا۔ مخرب مثلاً: افسی علی یعنی مٹی کا
 کچھو مقصد سینک طرف والا اس سے یہ حروف واسطے ہیں مخرہ و درجہ مخرہ جہ (وسط مٹی یعنی
 مٹی کا مخرہ) واہ حد اس سے یہ حروف نکلتے ہیں قح اودح بے لفظ آئے۔ مخرب مثلاً: افسی علی
 یعنی مٹی کا۔ حد جو مرکز طرف والے سے یہ حروف نکلتے ہیں قح اودح بے لفظ آئے۔
 اور ان چھ حروف کو حروف مطلق کہتے ہیں۔ اھو جہ مثلاً: افسی علی کہنے کے متصل زبان کی طرف مخرہ
 کے آگے مخرہ آئے اس سے قاف ادا ہوتا ہے۔ اھو جہ مثلاً: قاف کے مخرج کے متصل ہی منہ
 کی جانب ڈرا نیچے ہٹ کر اور اس سے قاف ادا ہوتا ہے اور ان دونوں کو ہائر کہتے ہیں۔
 اھو جہ مثلاً: اوسطہ ان اداس کے مقابل اور کمالو ہے۔ اور اس سے یہ حروف ادرنے
 میں۔ ج۔ ش۔ با۔ جیدہ مدہ مخرہ کی یا تے حروف ادبیا لیں اور مدہ کے مٹی مخرج مثلاً
 کے ذیل میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور ان کو حروف مخرہ کہتے ہیں۔ خاصہ کہ ان کے جو مخرج تھے
 ان میں بعض انہوں کے نام قرنی ہیں۔ یہی گئے۔ ہی ول سطر پہلے ان کے مٹی مخرہ اور
 ان کو خوب یاد کر لیں تاکہ گئے گئے ہیں وقت نہ ہو جانا چاہیے کہ بعض انہوں میں سے سات کے
 چار انہوں کو ثناء یا کہتے ہیں سو واد پر اول کو ثناء یا علیہ اودرو پیچے و اول کو ثناء یا سفلی اور ان
 ہا کے ادا کے نام کے مخرہ میں بھی فرق ہے یہی فرق مخرہ کی ہے ان کا مخرہ بھی ہی مخرہ جہ ہے
 مثلاً: ہونان حروف کا مخرج لسان سے نکل ہے۔ اس سے ان کی نسبت ان کی طرف کی جاتی ہے۔ مثلاً: کو کہ
 مدہ ہونے کی حالت میں کا مخرج حروف ہی سے مخرہ کہ مخرج مدہ سے ہی منہ مخرہ جہ ہے۔ مثلاً: نھر
 بسکون جو مدہ کے مدہ کی جگہ کو کہتے ہیں عدل سے یہ تینوں حروف ادر۔ مخرہ جہ اور اس سے
 مخرہ و انہوں نے نام اور ان کی ترتیب ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کتاب میں انہوں کے مٹی مخرہ ہیں۔ مثلاً
 کو مدہ مخرہ پر انسان کے مٹی میں تیسری مرتبہ ہی مخرہ ہیں۔ مثلاً: ہونان کی ترتیب اور ان کے مخرج
 کچھ کے لیے کسی کادہ سے شروع کیا جائے۔ ہا کے پہلے ان چاروں انہوں کی جگہ مخرہ کر جی مخرہ جہ
 والے کو مدہ سے لفظ ہی میں نہیں کو ثناء یا کہتے ہیں۔ اور یہ وادروا کچھ اور اپنی مٹی سے ہی کی طرح کو کہ
 درجہ میں اور یہ مخرہ انہوں کے مٹی مخرہ جہ کی طرف ایک ایک ہی مخرہ کتاب میں مخرہ جہ ہے
 اگر اس بیان سے ترتیب کچھ میں مخرہ کے ترتیب مخرہ جہ میں انہوں کا نقشہ دیکھ کر جانے لگا۔ مخرہ جہ کی

شباب کے پہلو میں چار دانت جو ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو باحیات اور قواطع بھی کہتے ہیں۔ پھر ان کی باحیات سے ملے ہوئے چار دانت ٹوٹ اڑیں۔ ان کو زیاب اور کوسر کہتے ہیں۔ پھر ان کی زیاب کے پاس جو چار دانت ہوتے ہیں ان کو ضواحک کہتے ہیں۔ پھر ان ضواحک کے پہلو میں چار دانت اور بھی یعنی تین اوپر و اسی طرف اور تین اوپر بائیں طرف اسی میں نیچے بائیں طرف اور تین نیچے بائیں طرف ان کو طواحن کہتے ہیں۔ پھر ان طواحن کے بغل میں بالکل اخیر میں ہر جانب ایک ایک دانت اور مٹا ہے جس کو نواجذ کہتے ہیں۔ اور ان سب ضواحک و طواحن اور نواجذ کو انفران کہتے ہیں جن کو اردو میں داڑھیں کہتے ہیں۔ یا دلی اسالی کے لیے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کر دیا ہے۔ وہ نظم یہ ہے :-

تنبایا میں جاو اور رہا تھی میں دودو	ہے تعداد دانتوں کی کل تین اوڑو
کہتے ہیں خراسا و خراسا انھیں کر	ہیں انبیاب چار اور باقی ہے میں
نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دودو	ضواحک میں چار اور طواحن میں چارو

مخبر ہوا (۱) اس کلمہ ہے اور وہ صحافہ لسان یعنی زبان کی کروت و این یا بائیں سے مختلف ہے جبکہ انفراس عیب بھی اور پرکی داڑھوں کی جڑوں سے لگائی اور بائیں طرف سے اسان ہے اور دواڑوں طرف سے ایک طرف میں کمال بھی محسوس ہے مگر بہت مشکل ہے اور اس طرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس طرف میں اکثر دو کٹھن غلطی کرتے ہیں یا یہ کسی مشاقق قادی سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے اس حرف کو دال پیر یا بائیں یا فال کے مشابہت کے کمال اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خاص غلطی پڑھنا بھی غلط ہے۔ البتہ اگر

اسی طرح باحیات انبیاب ضواحک اور نواجذ دانت بھی چار چار ہی ہیں مابقی طواحن چار ہیں بلکہ چار و بیس۔ اس لیے یہ باقی دانتوں کی طرح چار دین طرف و کس ایک تین کی تکثیر نہیں ہیں ۱۲ اسلئے اگر چنانچہ انہوں کی دودو جنس ہیں عیب اور غلطی محسوس ہو کر نہایت اسلئے کے لیے چاہیے کہ کسی دانت سے کوئی حرف دانتوں سے جدا اس لیے مصنف نے باقی دانتوں کی اس تقسیم کی ضرورت نہیں سمجھی اسلئے اسلئے مگر نواجذ دانتوں کا غرض اس بلکہ انھیں غائب ہے یعنی حاقہ کا وہ حصہ جو انفراس کے مقابل ہرگز نہ زبان کی ترک اور حاقہ کا کچھ حصہ نام کا تھوڑا ہے جیسا کہ اگے میں تھوڑے کے ذیل میں اور ہے ۱۲ اسلئے کہ نہ کہ یہ بھی ایک متعل حرف ہے اور اس کی بھی ایک ایک اور اسے اور اس طرح پڑھنے سے لازم آئے گا ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانا جو بھی جلی

پانچواں لمحہ

جن کیفیتوں سے حرف داد جتنی ہیں ان کثرتوں کو صفات کہتے ہیں اور وہ در و طرح کی ہیں۔ ایک وہ کہ اگر وہ صفت داد نہ ہو تو وہ حرف تہی نہ ہے۔ اسی صفت کو نوا تیرا اور لا زور اور تیرہ اور مقوم کہتے ہیں۔ اما ایک وہ کہ اگر وہ صفت داد نہ ہو تو حرف کو تہی ہے بلکہ اس کا حسن و زینت نہ ہے اور اسی صفت کو حشر مزیر علیہا وصف کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی صفات مشرہ ہیں۔

حرف اسٹی لمحہ پنجم **ل**۔ حروف کے حجاب اس لئے صفت تجوید کے درجے ہیں جن کی صفت کا یہاں شروع فرما ہے یہ حروف کی ترتیب یہ ہے۔ (۱) لا زور (۲) مادہ حروف کے معنی اور اسنے میں صفت لا زور کہ چونکہ زیادہ دل ہے اس کے پہلے اس کا پہلی قسم کی صفت بیان فرمائی ہوئی اور پھر اس کے بعد کے حجاب میں صفت مادہ کی بحث دے ہیں۔ پہلی قسم کی صفت لا زور کی بحث سب زیادہ مشتمل بھی گئی ہے اسی کی پہلی قسم کو چاہیے کہ سمجھنے میں بھی زیادہ صفت سے کام لیں۔ اگلے معنی حروف کی وہ حقیقت جو حرف سے ادا ہوتے وقت ۱۲ کوئی آتی ہیں۔ مثلاً حرف کا زیم یا صفت یا چر یا با یک و امین و غیرہ وغیرہ۔ کتاب میں تفصیل آ رہی ہے اس حرف کی انہیں حالتوں کی تفصیل صفت سے سمجھ کر تیس ۱۲ اگلے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان صفات کے ادا ہونے سے حرف کوئی اور چیز بن جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حرف طلبا یا انہیں جتنا اور دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے مثلاً طار میں اگر استعمال ادا طار کی جگہ تو طار نہا نہیں رہے گا بلکہ اس سے بدل جائے گا پس ان کی جگہ پر پڑھتے وقت لفظ کو ہر فرد از و دینا چاہیے لفظ حرف ہر میں۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو حروف کی یہ وضاحت باسانی سمجھ میں آ جائے گی ۱۲ اگلے ان صفات کے بعد الفاظ مختلف اعتبارات سے ہیں نوا تیرا نہ متروک و نول کے معنی تو تقریباً ایک ہی میں یعنی ایک صفت ہیں کے واسطے بغیر حرف کی ادا کا ل نہیں بنتی! ادا زور کہنے کی وجہ سے کہ وہی صفت میں جو حرف میں پیش پائی جاتی ہیں۔ ادا کے کسی حالت میں بھی جدا نہیں ہر حرف اور تیرہ ان کو اس میں کہتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک حرف کے کئی حرف ایک حرف سے جدا ہو جاتے ہیں ۱۳ اگلے میں جس کو نوا کرنا مقصود ہو اندکی سے بدلے نہیں ۱۴ اگلے حشر اور مداریے و غلظہ میں مرقہ اور مداریہ تفصیل تقریباً ہم معنی ہیں یعنی حروف کو زینت دینے والی صفت ہر حرف کے ادا ہونے سے متعلق ہے لہذا کلاس بار بار کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ صفت جو بھی پائی جائیں ادا کی گئی ہو یا نہیں ادا ہونے کی صفت کی صفت کہنے کی وجہ سے بتلائی گئی ہے کہ وہ صفت حروف میں عامی و مقوم ہیں پائی جاتی ہیں۔ ان کے

(۱) محسوس :- ادوجن حروف میں یہ صفت پائی جاوے کہ ان کو متحرک کہتے ہیں بعلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ساکنہ کے وقت دار تحریر میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹپے کہ سانس جاری رہ سکے اور ان میں ایک قسم کی ہمتی جڑاؤ دوسرے حروف کی جی جی کا مجموعہ ہے جس کے شخص شکستہ (۲) ہر دو ادوجن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مجرور کہتے ہیں بعلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ساکنہ کے وقت دار تحریر میں ایسی قوت کے ساتھ ٹپے کہ سانس کا جاری رہ نہ پائے جائے اور ان میں ایک قسم کی ہمتی جڑاؤ مجموعہ کے سوا باقی سب حروف مجرور ہیں اور ہر دو میں دونوں صفتیں ایک دوسرے کے متقابل ہیں۔

سواد دوسرے حروف پر نہیں پائی جاتی۔ یہ تو یہ حروف میں خود مستقلاً سے متحرک ہے مگر پہلی صفت میں کم کا قدر سمجھا اور دوسری صفت میں کم کا فتح۔ کیونکہ اس صفت میں یہ ہمتی ہمتی سے ہر گاہ ان شاء اللہ مشق عشقیں کر جائیے کہ پستان شہ صفت کو کسی کا قدر عمل کھڑ کر نکال دیا کر دیں۔ اس کے بعد کہ طلبہ ان سب کو یکساں میں فرماتے ہیں۔ اور پھر ان کے سعی بھانے سے پہلے تین ذیل صفات کی عقلی بحث بھانے کہ سب سے پہلی صفت۔ اول عقلی بحث کی تقریر اس طرح شروع کریں کہ جب تم ان شہ صفتوں کے نام یاد کر چکے تو اب یہ بھانے کہ ان کی تعلیم میں :- ان متضادہ ۱۲۰ غیر متضادہ میں غیر ایک تاویلی میں سے اہمات تک یہ دوسری متضادہ میں اور غیر سے اختلاف تک کی غیر متضادہ اور غیر متضادہ کا مطلب بھانیں اور پھر یہ باتیں کہ متضادہ میں سے نور جرم میں پائی صفتیں غیر پائی جاتی ہیں۔ اولیٰ دوسری متضادہ کے پار جڑے ہیں اور ہر جڑے کی دوسری میں سے ہر جڑے میں ایک صفت غیر پائی جاتی ہے اور غیر متضادہ حروف میں نہیں پائی جاتی۔ صرف ہر حرف میں پائی جاتی ہیں پھر حروف میں صفات معلوم کرنے کا طریقہ اچھی طرح بھانیں اور ہر حرف میں اس طریقہ کا جڑ بھی کر دیں۔ اگرچہ ہر حرف میں ہر وقت اب مکمل آقا تقوید سے آئے ہیں لیکن یہ بات عقل کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب یہ بات ان کے ذہن میں آچکی ہو تو آجملے تب ہی متضادہ کے سنی پر نہیں مگر یہی بھانیں کہ ایک پیشی تقریر پر کر دیں۔ کہ کہ بھانے کی تاویلی میں پیشی ہر جڑے میں ہر جڑے میں بھانیں۔ یہی تقریروں کے لیے کہی گئی اور ان میں متضادہ ۱۲۰ میں ہیں تو صفت ہے اور ہر جڑے حروف میں ہیں صفت متضادہ پائی ہے جیسا کہ یہی صفتی و زیدی و ظیری و نوکی گس ہیں اور یہاں شروع و مندد و جڑی ہیں اور ہر جڑے پائے جاتے ہیں۔ یہی ہے ہر جڑے و شہ شہید و رفادت و نحو اور سطر سطر و سطر سطر و سطر سطر و سطر سطر (۱) انہو کے فرق کو اچھی طرح بھان دیا جائے۔ آخر کار انہو سے کہ نسبت سے طلبہ صفت اور حروف کے نام

زم (شدت) و اس میں حرفوں میں یہ صفت پائی جانے لے ان کو شدیدہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرنے کے وقت آواز ان کے خروج میں ایسی قوت کے ساتھ نکلے کہ آواز بند ہو جائے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو اور ایسے حرف پھر بھی جو مجموعہ یہ ہے آچٹک قطکت (۴) برخواست و اس میں حرفوں میں یہ صفت پائی جانے لے ان کو برخواستہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز ان کے خروج میں ایسے ضعف کے ساتھ نکلے کہ آواز جاری ہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو اور شدیدہ اور متوسط کے سوا باقی سب حروف متوسط ہیں اور متوسط کا بیان ایسا آتا ہے اور جس اور ہر کی طرح شدت اور ضعف میں ایک دوسرے کے مقابل میں اور ان دونوں صفتوں کے درمیان ایک صفت اور ہے تو متوسط اور جن حرفوں میں یہ صفت پائی جانے لے ان کو متوسطہ و سبب کہتے ہیں مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ آواز اس میں نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری طرح جاری ہو حقیقت ان میں اور ایسے حروف پائے گئے ہیں جو مجموعہ یہ ہے جن میں فرق میں کر سکتے اور یہ خاصیت میں ہر ایک کی گئی ہے ۱۲ حروف مصرسہ کی آواز میں کسی قسم کی سختی اور جھڑکی اور آواز میں کسی قسم کی نرمی ہوتی ہے۔ اس کا آواز نہ تو فوقیوں کے حروفوں کو کہے بعد گرسے اور کو خور گرسے ہو سکتا ہے بلکہ میلا و ارج ہو جاتا ہے اگر قرآن کی آواز اور آواز کی آواز میں خود کر کے تو آواز کی آواز کو بہت اور ذرا کی آواز متبادل کہ چند سہل و سہل ۱۲ صفت جیسے کوہا ہوتے ہیں کہ جن حروفوں میں پائی جاتی ہے ان میں ہر جن میں پائی جاتی ہے اور ایسے ہی جن حروفوں میں جرمائی جاتی ہے ان میں کسی نہیں پائی جاتی۔ پھر ان کے مطلب میں فرق کر دو جن میں ان کا مقابل ہونا بھی طرح بھی ہے۔ آواز کے گاہ کہ کوہا کی وجہ سے سانس جاری رہتا ہے اور ہر کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ حروف مصرسہ آواز میں تو کچھ سخت ہوتی ہے اور اس کے مقابل میں حروف مجموعہ کی آواز کچھ بند ہوتی ہے۔ صفتیں کو چاہیے کہ صفات متضاد کے پائی جاتی ہیں کی و متضاد صفتوں کے فرق بھی اسی طرح سمجھانے چاہئیں ۲ صفت ہیں جس اور ہر کا فرق سانس پر پڑتا ہے کہ جس کی وجہ سے سانس جاری رہتا ہے اور ہر کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے۔ اور شدت اور رخاوت کا اثر آواز پر پڑتا ہے کہ شدت کی وجہ سے آواز بند ہو جاتی ہے اور رخاوت کی وجہ سے جاری رہتی ہے خوب سمجھو اور ۳ صفت مطلب یہ ہے کہ کوئی کالی صفت نہیں۔ نہ اس کو شدت کہہ سکتے ہیں۔ نہ رخاوت اور اس کا یہ ہے کہ کوئی جن شمار میں نہیں کیا گیا اور صفات متضاد یہاں نہیں بنائی گئیں۔ بلکہ دوسری بنائی گئی ہیں۔

اور اس کو تخط کو ایک صفت نہیں گنا جاتا کہیر نکالی میں کچھ شدت اور کچھ دخت ہے۔ پس ان دونوں سے الگ نہ ہوئی۔ اور اس مقام پر ایک تشبیہ ہے۔ وہ یہ کہ حرف تہ اور کاف کو مہر سے میں سے بھی شلہ کیا ہے۔ حالانکہ ان میں آواز بند ہوجاتی ہے اور اس واسطیٰ کہ شلہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں بھی ضعیف ہے اور ذہنیہ قوی ہے۔ سو شدت کے قوی ہونے سے تو آواز بند ہوجاتی ہے۔ لیکن کسی قدر جس ہونے سے بند ہونے سے بعد بند ہونے کے کچھ فرق اس سلسلہ میں بھی جاری ہوتا ہے۔ مگر اس سلسلہ کے جاری ہونے میں امتیاز کئی چاہیے کہ آواز جلدی نہ ہو۔ کیونکہ اگر آواز جاری کی جاوے گی تو کاف و تہ شدیدہ درمیں گئے بند ہوجائیں گے اور دوسرے اس میں تاریکی آواز میں جاری کر غلط ہوجاوے گا۔

شلہ مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی کیفیت نہیں جو ان دونوں سے جدا ہو بلکہ ان دونوں کا کچھ کچھ اثر اس کے حرفوں میں جلتا ہے۔ یعنی نہ شدت کا نہ ہمدردی کا نہ یک وجہ ہے کہ اس نے حرفوں میں شدت کی ضرب آواز قوی بند ہوجاتی ہے۔ اور زخاوت کی طرح قوی جاری ہوجاتی ہے۔ ۱۲ شلہ کاف و تہ میں آواز کے بند ہونے کے باوجود ان کو جو حرف حوس میں شامل کرنے سے باز نہیں جاتا ہے۔ توہ کوئی حقیقی بند نہیں مگر سلی اور سرسری تشبیہ۔ اس لیے کہ حقیقی بند تو جب ہو کہ شدت جس میں قدرت ہو مگر لاگو نہیں۔ کیونکہ قدرت یا جسی و جرمین ہے۔ یا شدت و خاوتہ میں۔ اس لیے کہ ان دونوں کا تعلق سلسلہ ہے کہ میں کی ہے۔ تو سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نہ جادہ جری و جہ سے بند ہوجاتا ہے۔ اور دوسری دو کاف و تہ کے ساتھ ہے۔ شدت کی وجہ سے آواز بند ہوجاتی ہے۔ اور زخاوت کی وجہ سے جاری رہتی ہے۔ بلکہ جس و شدت کے جمع ہونے سے باری انظر میں بند ہوجاتا ہے۔ اس لیے کہ زخاوت اس طرف متقل ہوجاتی ہے کہ آواز بند ہوجانا اور سلسلہ کا جاری رہنا دونوں کے متعلق جمع نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ کہ شدت قوی ہے اور جس ضعیف۔ سو صفت گئے یہاں بھی خبہ کا جواب دینے کے لیے کہ شدت کی قوت کی وجہ سے آواز بند ہوجاتی ہے اور جہ جس کی وجہ سے تھوڑا سا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے۔ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ دونوں مستوی کے اور ہمدردی کا نہ ہو کہ سلسلہ کو بند پیدا ہو کہ شدت ایک ایسی بات ہو کہ اس میں دوسری آواز میں اس نے ان کے جمع ہونے میں کوئی امکان نہیں۔ و اثر اظہر من الشمس۔ وہ ہمدردی انسان کے لیے ہے جو متعلقہ محبت یعنی خود کو خود فارغ ہوجاتی ہے۔ مگر وہ آواز ضعیف ہو کہ سلسلہ اس کو سلسلہ میں آواز کو متعلق ہونے کی وجہ سے ممکن ہو تو اس کا آواز کہتے ہیں جس مطلب صفت کا یہ ہے کہ کاف و تہ جہ شدت کی وجہ سے آواز بند ہوجاتا ہے۔ نہ جہ جہ کے بعد ہمدردی کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔

(۱۵) استعمال ۱۵۔ اسی طرح حروف میں یہ صفت پائی جائے گی کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت ہمیشہ حرز زبان کی ادھر کے تاں کو کی طرف اٹھاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حرف نہ کہتے ہیں اور ایسے حروف ماسوائے جن کا مگر میرے آتش حفظ فیض (۱۶) استعمال ۱۶۔ اسی طرح حروف میں یہ صفت پائی جائے گی کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی حرز ادھر کے تاں کو کی طرف نہیں اٹھتی جس کی وجہ سے یہ حروف با یکہ کہتے ہیں اور مستغنیہ کے سوا باقی سب حروف مستغنیہ اور مرد و نون مفتیں استعمال اور استعمال بھی ایکسا دوسرے کے متقابل ہیں۔

(۱۷) مطابق ۱۷۔ اسی طرح حروف میں یہ صفت پائی جائے گی کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی حرز ادھر کے تاں کو کی طرف اٹھتی ہے جو جاتا ہے اس کی طرف جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں اے۔ ض۔ ط۔ ظ۔

(۱۸) انصاف ۱۸۔ اسی طرح حروف میں یہ صفت پائی جائے گی کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی حرز ادھر کے تاں کو کی طرف اٹھتی ہے جو جاتا ہے اس کی طرف جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں اے۔ ض۔ ط۔ ظ۔

چاہے یہ بھی بہت ہی لطیف قسم کی ہوا اللہ تعالیٰ کو خیر باد میں خادۂ حق چاہیے! ادا اس جگہ کے ساتھ اولم یہ نہیں ہر چاہیے۔ کہ اگر وہ اگر خادۂ حق پر ہوا جسے کی تو یہ حروف مستغنیہ نہ ہیں گے بلکہ خود چاہیں گے۔ اس لیے کہ ادا ان کا جلد ہی ہر حرف ہر حرف کی کا نام ہے اور ان کا نام ۱۲ الٹے بلکہ یہ کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی حرز ادھر کے تاں کو کی طرف اٹھتی ہے جو جاتا ہے اس کی طرف جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں اے۔ ض۔ ط۔ ظ۔

استعمال ۱۹۔ اسی طرح حروف میں یہ صفت پائی جائے گی کہ مستغنیہ کہتے ہیں اور مطلب اسی صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرنے کے وقت زبان کی حرز ادھر کے تاں کو کی طرف اٹھتی ہے جو جاتا ہے اس کی طرف جاتا ہے اور ایسے حروف چار ہیں اے۔ ض۔ ط۔ ظ۔

اور مطبق کے سوا باقی سب حروف مختص ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں اطلاق و انتقاج بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

(۸۹) ذوق اولیٰ - اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مذلقہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف زبان اور ہونٹ کے کنارہ سے بہت سہولت کے ساتھ جاری سے ادا ہوتے ہیں اور ایسے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے **هَ ا ی و یں ثب** یعنی ان میں ہر حرف شغور میں دو ہونٹ کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں اور شغور کا مطلب مخرج بکرا میں گزرا چلا اور جو شغور جس ذوق زبان کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں **د ذ ق ط ظ** (۹۰) اصمات - اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو صمات کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے طبعی ادا ہونے کے ساتھ ادا ہوتے ہیں کسائی اور جاری سے ادا نہیں ہوتے۔ اور مذلقہ کے سوا سب حروف صمات ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں اطلاق و اصمات بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ان دس صفتوں کو صفات متضادہ کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی ضد یعنی مقابل ہے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہوگی۔ ان کے جو صفات آتی ہیں وہ غیر متضادہ کہلاتی ہیں۔ اور جانتا تھا ہے کہ صفات متضادہ سے تو کوئی حرف بچا ہوا نہیں رہتا۔ بلکہ جننے حروف میں ہر حرف پر مقابل صفتوں میں سے کوئی نہ کوئی صفت صادی آوے گی۔ اور صفات غیر متضادہ بعض حروف میں ہوں گی بعض میں نہ ہوں گی۔ اور

صفات غیر متضادہ یہ ہیں :

(۹۱) صغیر - اور جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو صغیر کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے آواز کے وقت ایک آواز پر مشتمل مخرج کے تحت ہے اور ایسے حروف یہ ہیں :-

ف ت ث ذ ز س ح ط ی ک ہ ع ل ن ہ یں۔ ان تمام کے کبار کہنا کافی ہے۔ ان میں سے مشقی بحث آگئی کہ بول میں آجائے گی ۱۲

۱۱ حاشیہ - کہ میں میں مشقی کو مشورہ دے چکے ہیں کہ صفات لازمہ کے معنی اچھلنے سے پہلے خبر کر ان صفات کی تفصیل بحث آگئی تھی بھادری میں اکثرت کو ملاحظہ کیاں صلاحت ہی مختار ادا میں بیان فرمایا ہے ۱۲ صغیر کا مطلب تو میں میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ صفت ان حروف میں آجی ظاہر ہر مشورہ ہے کہ اگر براہ روز ہر حرف ایسے تقسیم اور تقسیم کی کہ لاخود سے مشقی و تحقیق دیکھنے والی بھی اس تصحیح کو ملاحظہ کر لیں

حق - تری - سی -

(۱۲) قلقلہ اور وہی حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف ثقلندہ کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ حالت سکون میں ان کے ادا کے وقت خروج کو حرکت پھر جاتی ہے اور اسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قلوبہ جہت ہے۔

(۱۳) دہن اور جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف دہن کہتے ہیں اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کو خروج سے ایسی نرمی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی اپنی ہمت کو تاجیلے تو کر سکے۔ ایسے حروف تہ ہیں۔ واؤ ساکن اور یاء ساکن جبکہ ان سے پہلے دہلے حروف پر فتح یعنی تہ ہر جیسے حروف ناقصین۔

(۱۴) انحراف اور وہی حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو منحرف کہتے ہیں۔ اور وہ وہی حروف ہیں۔ لام اور راء۔ اور مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان کے ادا کے وقت لام میں توجہ کے کنارہ کی طرف اور راء میں کچھ زبان کی پشت کی طرف اوجھلے لام کے متوجہ کی طرف میلان ان کے حروف ثقلندہ سکون کی حالت میں ادا ہوتے ہیں خود وہ سے حروف کی طرح ان کی واؤ میں جواؤ اور فراہ میں بڑا بلکہ یک قسم کا اضطراب ماحول ہے جس کا وجہ ہے کہ جب ان حروف کے ادا ہونے وقت ایک صفحہ دوسرے صفحہ سے ٹکرتے ہیں پھر وہاں جہاں جہاں ہے تو اس جگہ ہر گز کی وجہ سے سکون کی حالت میں بھی حرکت کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی اپنی فاعلیت کو قلقلہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور وہاں سے جو یہ غرایب کہ ان کے ادا ہونے وقت خروج کو حرکت ہو جاتی ہے تو اس حرکت سے تراوی اور حضانہ کا نہیں میں شے کے بعد جدا ہو جاتی ہیں۔ بنا اور چونکہ اس کیفیت کا احساس سکون ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے صفت نے حالت سکون کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا ہے۔ ورنہ اس کا معلوم ہی ہے کہ قلقلہ و منات لازم ہیں۔ جسے ہاں یہ بھی طرز ہے کہ حروف ثقلندہ کے سبب مجبور۔ خود وہی اس لیے تفصیلی اور اقویٰ اور غلطی جاتی ہے۔ اس کے خاہر ہے کہ ان حروف میں یہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے کہ ان کو نہایت نرم ادا کیا جائے۔ ورنہ کثرت کی کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہی سبب ہے کہ اگر کوئی کچھ بادیں اور گنگلیں ہیں اگر واؤ ساکن اور یاء ساکن سے پہلے فتح نہ ہو یا یہ دونوں سرے سے ساکن ہی نہ ہوں تو ان دونوں حروف میں اس کے اندر صفت دہن نہ ہوگی۔ بلکہ اسے کہ صفت دہن حروف میں ہی پائی جاتی ہے۔ اور دونوں حروف میں ہی وقت کے ساتھ ہی جب ساکن ہوں وہی صفت ہر۔ اور اس سے وہ خبر بھی جانا کہ جب یہی صفت لازم ہے تو یہی صفت اس میں صحت کی حالت میں کہیں نہ پائی

سے بعض منع نماز جاتی دیتی ہے۔ اس لیے اگر کسی غلطی ہو جائے تو خاص اس موقع سے اطلاع
 دے کر کسی مستبر عالم سے مسئلہ پر پھر لیتا ضروری ہے۔ اسی طرح فریضہ پر یا گھٹاؤ برصاؤ کی غلطیوں
 کا بھی یہی حکم ہے جس کی مثالیں دوسرے لمبے مذکور ہیں۔ ان کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔
 خاندانہ ملک:۔ حریمت کے خواص اور صفات لازم میں کوتاہی جوئے سے جو غلطیاں ہوتی
 ہیں تو تحریر کا اصلی مقصد ان غلطیوں سے بچنا ہے۔ اسی واسطے خواص اور صفات کا بیان اسباب
 قاعدوں سے منع کیا گیا ہے۔ اسباب کے جو صفات مندرجہ تعلق قاعدے آدیں گے۔ وہ اس
 مقصود کے لئے دوسرے درجہ پر بھی دیکھی عام طور سے ان دوسرے درجہ کے قاعدوں کی علت
 اس اصلی مقصود سے زیادہ کی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان قاعدوں سے فخر خوشی ظاہر جانا
 ہے اور لوگ غصہ کی کارباجہ خیال کرتے ہیں اور خواص و صفات غنہ کو غنہ میں کوئی دخل نہیں۔
 اس لیے ان کی حرمت تو قہر کم کرتے ہیں۔

حریم کا اطلاق نہ کرنے سے حریم بھی برجا نہ ہے۔ باوجود اور کا حیم غلطی اکثر ہے۔ لیکن اگر کسی طرح باقی رہے۔ اب
 اہم حکم میں دفعہ کا اثر جاتا ہے۔ اسی طرح قاعدہ میں کاف کا اثر جاتا ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ اس لئے
 جو حریم کو برکات طریقت سے نہ نکالتے یا اس کی صفات لازم نہ مانگتے کہ جس سے پیدا ہوتی ہے جس کی اور حریمت ہی
 مثالیں اس سے پہلے کے مسئلہ کا حواشی میں گاہے گاہے ۱۳۱۷ھ میں تفسیر سے کہ کوفہ کے ٹکڑے اور دھڑلے کے
 مسائل کتب لغت میں مذکور نہ ہونے پر ۱۱۷۷ھ میں اہل غلطیوں کی معنی خیز ذوق شہوانی ہے کہ وہ کہیں بھی
 میں داخل ہے جیسا کہ دوسرے لمبے مذکور ہے ۱۱۷۷ھ میں یہ کہ یہاں غلطیاں ہی ہیں کہ ان سے غلط
 اور کافہ ذوق و ذکاوت کم غلط تو نہیں ہوتی مثلاً جو صاحب بن کی محدثی اور مثالیں دوسرے لمبے بیان ہو چکی
 ہیں ۱۱۷۷ھ میں ان سب ناموں سے جس کا تعلق حرم کی راہ ہے۔ حد و حریم کی تعریف اس کی شریعت
 اور اور ہم الشریعت کا مرقعہ ہے جو خواص اور صفات کو دوسرے صفت فاعل پر جو حد و حریم کے نواس
 کی وجہ سے کوئی حریم جو ان کی شریعت کی دولت کی بل سے بچا جاتا ہے اور جو جہاں سے بچا جاتا ہے کہ مستغنیہ خطیب ہے
 ۱۱۷۷ھ میں کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے بھی جہاں لقمہ نہیں آتی صرف بھی غنی لقمہ آتی ہے ۱۱۷۷ھ میں صفات حارہ
 سے لقمہ اس سے بچا جاتا ہے کہ اوپر اس میں صفات شرف اور غنہ اور غنہ ہی میں کی وجہ سے ہاں میں ترہم پیدا کرنے
 کی گنجائش ہوتی ہے جو صفات لازم کے کوہ چکر و منہ کی ذات کے ساتھ ہی ادا ہو جاتی ہیں۔ اس سے ان
 میں یہ گنجائش نہیں ہوتی۔ اور خواص کا تفہیم اس میں نہیں تو خواہر ہی ہے لیکن اس گنجائش سے غلط فائدہ اٹھا کر ترہم

خامد ۵: جس طرح یہ ہے پروائی کی بات ہے کہ توحید میں کوشش نہ کرے سہمی طرح
یہ بیکار یا دل ہے کہ فقر سے قاعدے یا دیکھ کے اپنے کو حاجی سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر
امدان کی لڑائی نہ کرنا دیکھ جائے لگے یا کسی کے پیچھے نماز کی نہ پڑھ کر محقق عالموں سے عام سناؤ
کے گناہ گار ہونے کا اور امان کی نمازوں کے درست نہ ہونے کا حکم نہیں کیا۔ اس میں اعتدال
کا درجہ قائم کرنا ان علماء کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ اور حدیث پر
نظر رکھتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق دو شعبے میں دیکھ لو۔

۱۔ ایسا بات کرنا جس سے فرقوں کی صفائی میں توازن قائم نہ ہو سکے یا حوت قہ کا آواز میں جھلکے گئے سے بڑا
پیڑا سہ جائے یہ سب باقی مروجہ اور غلط ہیں ۱۰ شیعہ مصنفین جو قرأت کا لای اور عالم ہی نہیں تھے بلکہ اس
کے ساتھ ساتھ اصلاحی باطن میں بھی اثر تھا انہی نے آپ کو کوئی کی بحث تھا۔ اس لیے وہ غلبہ کو مجاہد اور
نور پسندی میں بھی محکمی بنیادی سے بچنے کی جاہت فرما رہے ہیں اور حکم سے ہی کوئی نہ کہ خدا و عہد خدا کا
سلوک کرنے کے لیے غلام رہے جو کرنا چاہیے مگر نہ محقق تھا جب کوئی قرأتی صحت کرتے ہیں تو ہم نبی کا لحاظ
دیکھ کر صاف دیکھ لیں ۱۲ شیعہ کیونکہ اس سے حجت لازم آتا ہے۔ ہاں اگر امام قرأت میں ناشی غلطیاں کرتے ہیں
اور معتدی یا غیر خودی صاحب متناقی قادی ہے تو اسے معتدی کی نافرمانی کا حکم لگانا وہاں مشکل ہے کیونکہ
مکتوب و بخود اور قیام وغیرہ کی طرح قرأت میں بھی ناکہ ایک رک ہے۔ ایسی صورت میں غلطی سے مطلع کے
کسی منفعی اور فیس سے دریافت کرنا ضروری ہے۔ و اس طرح و علامہ ۱۲ شیعہ کیونکہ اگر فقہ اور حدیث
پر نظر نہیں ہے اور محقق قادی ہی ہے تو وہ اندامی غلطی پر فساد و ناز کا حکم ملے گا۔ اور اگر فقہ اور
حدیث پر تو نظر ہے لیکن قرأت میں جانتا تو بڑی بڑی غلطیوں کو بھی غلطی نہیں سمجھے گا۔ اور قرآن مجید
کے کچھ غلط پڑھ جانے پر بھی فساد و ناز کا حکم نہیں ملے گا۔ اس لیے فرمایا کہ :

اِس میں اعتدال کا درجہ قائم کرنا محمد کا کام ہے جو قرأت کو ضروری قرار دینے کے ساتھ

ساتھ فقہ اور حدیث پر نظر رکھتے ہیں۔ اور بہت غلط فہم ہے ۵ غلط ۱۲

۸۔ یعنی وہی عبادی اور ملی و دینی قسم کی غلطیوں کی ایک ایک تعریف اور حقیقت بیان کی گئی ہے
اور ہر ایک کی مثالیں امداس کا حکم بھی بیان کر دیا گیا ہے ۱۲۔

[illegible]

ساتواں لمعہ۔ لام کے قاعدوں میں

لفظ اللہ کا جو لام پہلا ہے پہلے اگر زبر والا یا پیش والا حرف ہو تو اس لام کو زبر کو کہے
 پر جس گیسے آمّا ادا اللہ۔ تھانہ اللہ اور اس پر کرنے کو نفیم کہتے ہیں۔ اور اگر اس سے
 پہلے زبر ال حرف ہو تو اس لام کو با یک جمع پر جس کے جیسے یسیر اللہ اور اس با ویک پہلے
 کو ترسین کہتے ہیں۔ اور لفظ اللہ کے سوا جسے لام ہی سب با یک پر جسے جاویں گے جیسے
 مَا دَلَّكُمْ اَوْرَحٰنُ۔

تنبیہ:- انٹیمپٹریل میں بی قاعدہ ہے جو انٹیمپٹریل سے کمزور ہے اس کے اول میں بھی کسی لفظ آتا ہے۔

[illegible]

جائی میں ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے اور چونکہ کلام کو ایسا ہی سمجھ لیا تھا اس لیے صرف مٹنے سے پہلے ہی اس کا نام لیا
 بیان فرمائیے ۱۲ **سُئِلَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ**
 جانتے ہیں کہ یہ شخص ہمیں عرض کر کہانی داخل نہیں ہوتا ۱۳ **سُئِلَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ**
 اور پکے لوگ صرف جہنم میں کرتے ۱۴ **سُئِلَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ**
 یعنی لوگ نہ والے اس کو بھی **وَاللَّهُمَّ** کی طرف سے پڑھو دیتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کلموں کے الفاظ میں بھی بہت بڑا فرق
 ہے جس سے ان کا دو الگ الگ تصور ہونا پڑا اس کی کج فہمی اس کے لیے ۱۵ **سُئِلَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ قَبِيصَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَفَرَ بِمَا كَفَرَ بِهِ**
 علم ہے جو تفسیر بیان کیا گیا ہے اور **وَاللَّهُمَّ** کی طرف سے پڑھو دیتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کلموں کے الفاظ میں بھی بہت بڑا فرق
 اور **وَاللَّهُمَّ** کی طرف سے پڑھو دیتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کلموں کے الفاظ میں بھی بہت بڑا فرق ۱۶

آٹھواں لمحہ۔ سراء کے قاعدوں میں

قاعدہ عملہ اگرچہ زبردیا پیش ہو تو اس ماد کو تغیر سے بھی بڑھیں گے جیسے دُعا
نہ جتنا دُعا کرتا پر زبردیا کو تو حق سے نہی بانی یک بڑھیں گے جیسے در حال تنہا
ماد متعہ بھی ایک ماد ہے۔ پس خود اس کی حرکت کا اعتبار نہ کر کے اس کو بڑیا بانی یک بڑھیں گے جیسے
دستور کی ماد کو بڑھیں گے ماد خود حق کی ماد کو بانی یک (دراں کو) گے قاعدہ (۱۲) میں داخل
نہیں گے جیسے بعض نادانیت اس کو ماد کہتے ہیں چلی ساکن اور دوسری حرکت یہ فعلی ہے۔
قاعدہ عملہ اگرچہ ماد ساکن ہو تو اس سے پہلے اسے حرکت کو دیکھو کہ اس پر کیا حرکت ہے کہ
زبردیا پیش ہو تو اس ماد کو بڑھیں گے جیسے (بُذی - بُذی - بُذی) ماد اگر زیر ہے تو اس ماد کو
بانی یک بڑھیں گے جیسے (بُذی وَهْم) لیکن ماد کے بانی یک ہونے کی طرف نظر کی ایک شرط یہ
ہے کہ یہ ماد اصلی ہر عامی نہ ہو کہ اگر عامی ہوگا تو یہ ماد بانی یک نہ ہوگی جیسے (بُذی وَهْم)

حزب انسانی لمحہ ہشتم

[illegible]

دیکھو اور سامی بھی ہے اور اس سے پہلے حرف یعنی ہمزہ پر زیر بھی ہے مگر چونکہ یہ زیر عارضی ہے اس لیے اس مآثر کو نیز پڑھیں گے لیکن یہ دل عربی پڑھے برائے اس کی پشانی میں برکتی کہ کسرو یعنی زیر اصل کہاں ہے اور عارضی کہاں ہے جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی دانی سے نہ سمجھ کر اس قاعدے پر عمل کرے۔ دو کسری فہرہ طبع سے کہہ کسرو اولیہ۔ دو ذوال ایک کھر میں ہول۔ اگر دو کھر میں ہول کے قومی آداب ایک نہ ہمگی جیسے دست ابیہ صوفیہ افراتھا ناکی اقدہ لغویہ اور اس شرط کا پیمانہ بہ نسبت پہلی شرط کے آسان ہے کہ چونکہ کھوں کا ایک یا دو ہونا اکثر ہر شخص کو معلوم ہو جائے تب سے تیسری شرط یہ ہے کہ اس آداب کے بعد کسی کھر میں حر و فستعلیق میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر آداب کو پڑھیں گے۔ اور ایسے حر و فستعلیق میں بھی کا یہاں یا کوئی لٹکے نمبر دینا آج کا ہے۔ جیسے فن حدیث سرائی حدیث آریہ خلیفہ۔ یہ فیض حدیث۔

ایک وہ جو عربی و ملی بہت قلیل ہے اور وہ سب از حد تمام سا کیلئے کہ وہ سے پہلے لکھتے تھے۔ اور ان کے ماسوا پر زیر اصل ہے۔ دو ذوال کے کہ عارضی کسویں شامیں کے کہی۔ اور یوں ۱۲ شے چونکہ یہ زیر ہمزہ و ملی ہے اور ہمزہ و ملی عارضی ہے اس لیے کہ یہ لٹکی حالت میں ثابت رہتے ہیں اور و ملی حالت میں گرجا جاتے ہیں جبکہ عربی عارضی چاروں کی حرکت ہر دو ذوالی مادی ہوگی اور اضرار ۱۲ شے کی کہ عربی پڑھے لیکن ہمزہ و ملی کی پہلی حرکت ہے اور یہی حرکت سا کیلئے کا پیمانہ ہے اور ہمزہ و ملی ای و ہمزہ و ملی کی وجہ سے پہلے سے جیسے کہ حاشیہ میں بیان ہوا۔ ۱۲ شے کہ تمام حالت میں اس کے ساتھ کہہ کر عارضی نہ ہو۔ جیسے

قی بہ قولہ القیدی ایک بعد والی راج کوئی ہے یا اند پر کھ کے ساتھ ساتھ تا وہ یا وہ کہہ کر لہجہ کھ یا ہے ۱۲۔

۱۳ شے کہ نہ نہت ایک کہ ہے اور انہیں چونکہ ایک۔ اس سے پہلے لکھتے ہیں کہ کسرو کی وجہ سے باء ایک نہ ہوگی بلکہ پہلی پڑھی جائے گی ۱۲ شے اور یہی نہ کہ وہ مادی بھی ہے اور متصل بھی متصل اس لیے کہ اکثر ایک کھر ہے اور نہ لٹکا ایک۔ اور عارضی اس لیے کہ انہیں سا کیلئے کی وجہ سے ہے اور اس قسم کہ کسرو بھی عارضی ہوتا ہے۔ اجتماع سا کیلئے کے مانی اور ہمزہ کے اجتماع دونوں چیزیں ہوتا ہے اور اس پر ہمزہ لگے انش ۱۲۔

۱۳ شے یعنی عربیوں کی ہے ۱۲ شے یعنی عارضی کا کہہ کر بعد لکھی کھر میں حرفت مستقیم ہوگا ۱۲۔

۱۴ خواہ اس آداب سے پہلے کسرو یعنی اند متعلق کی کہوں نہ ہو ہمزہ و ملی قاعدہ کی میں ہی مذکور ہوا و ملی شامل ہیں یہی صورت ہے لیکن یہ پڑھی بعد کے مستقیم کی وجہ سے اور ہمزہ و ملی جاتی ہے ۱۴ شے یعنی و ملی شامل ہیں

حرفوں کا جو سرمایہ پر چکا ہے۔ اگر یہ جو سرمایہ و ذلت جو قردان دیکھ دو۔

ان سب میں راء کو پڑھیں گے۔ اور تمام قرآن مجید میں اس قاعدہ کے تحت چار لفظ پائے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی اس کا سہارا آسان ہے۔ تنجیداً مثلاً تیسری شرط کے موافق لفظ لُحیٰ خِزْیٰ کی راء میں بجا ضخیم لفظی۔ لیکن چونکہ قاف پر بھی زبر ہے۔ اس لیے بعض قاریوں کے نزدیک اس میں ترقی ہے اور دونوں امر جائز ہیں۔ (تنبیہ) مثلاً تیسری شرط میں جو لکھا ہے کہ اگر کسی راء کے بعد کسی کلمہ میں حروف مستفید میں سے کوئی حرف ہوگا۔ تو اس کو پڑھیں گے۔ تو اسی کلمہ کی قید اس سے لگائی کہ وہ جسے کلمہ میں حروف مستفید کے ہونے کا اعتبار نہ کریں گے جیسے **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ**۔ **فَاَصْبَحَ صَبْرًا** میں راء کو بایک ہی پڑھیں گے۔ (قاعدہ) مثلاً راء اگر راء ساکن سے پہلے والے حرف پر حرکت نہ ہو وہ بھی ساکن ہوا۔ ایسا حالیت و فعل میں ہوتا ہے جیسا بھی مثال دی ہیں دیکھو گے۔ تو جس حرف سے پہلے والے حرف کو دیکھو۔ اگر اس پر زبر یا پیش ہو تو راء کو پڑھیں گے جیسے **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ**۔ مثلاً **فَصْبَحَ صَبْرًا** کہ ان میں راء بھی ساکن اور والے اور سین بھی ساکن اور قاف پر زبر اور سین پر پیش ہے۔ اس لیے ان دونوں کلموں کی راء کو پڑھیں گے۔ راء اگر کسی پر زبر ہے تو راء کو بایک پڑھیں گے۔ یعنی **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ** کہ راء بھی ساکن اور قاف پر زبر ہے۔ اور کلمہ ہاں راء کو بایک پڑھیں گے۔ (تنبیہ) مثلاً لیکن اس راء ساکن سے پہلے جو حرف ساکن ہے۔ اگر وہ حرف ساکن تھا تو پھر یہی سے پہلے والے حرف کو مست و کھینچ کر راء کو پڑھیں گے۔ بایک پڑھیں گے۔ یہی سے پہلے کچھ سی حرکت ہو جسے **تَجَوُّدٌ** قید ہو کہ ان دونوں راء کو بایک ہی پڑھیں گے۔ کیونکہ ذات ہست کی راء سے ملو ہو جاتی ہے کہ راء کے بعد حرف مستفید ہے یا حرف مستط ۱۲۔

مثلاً کیونکہ راء ساکن کے بعد کسی کلمہ میں قاف ہے جو کہ حروف مستفید میں سے ہے۔ مثلاً **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ** اور اس کو منفعت کہے۔ پھر ۱۲۔ کیونکہ آئینہ لکھا ہے اور **فَاَصْبَحَ صَبْرًا** میں بھی کی سہ ہے اور اس قاعدہ کی ایک مثال اس میں بھی پائی گئی ہے **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ** کہ قاعدہ ۱۲ میں ۱۲۔ مثلاً **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ** یا کہ راء یا اس سے پہلے والے حرف دونوں ساکن ہوں کیونکہ اس میں اس طرح کے دو کلموں کا کھینچنا جائز نہیں سمجھا گیا۔ نیز یہاں سے قاف کی مثالوں پر اگر غفلت نہ ہو جائے کہ یہ وہی کلمہ ہے تاکہ وہ جہلے تو زبان کی راء ساکن پر زبر ہونے کی جگہ ٹھہر جائے۔ خوب سمجھو ۱۲۔ مثلاً **لَیْسَ فِیْہِ فَوْصَلٌ** یا کہ راء کو بایک پڑھیں گے۔ اور ہر حال کا مطلب بھی یہی ہے۔ راء اگر قاعدہ یا راء ساکن سے پہلے آئی نہیں ۱۲۔

پر چھیں گے (تبدیل ملے) اس قاعدہ کے موافق نقطہ مقعر اور مقعر پر حسب ذیل کیا
 جائے گا کہ بائیک ہونا چاہیے مگر تادیل کے ان دونوں نقطوں کی راہ کو بائیک اور مقعر و فو
 طرح پڑھیں گے اس کی یہ دو گونہ طرح پڑھنا جائز ہے لیکن ہتیر ہے کہ نقطہ مقعر پر حرکت ہو
 اس کا اجزا کی جاسے میں مقعر میں مقعر اولی سے کہتا دھڑ سے مساوی مقعر میں ترقی اولی سے کہتا
 پر نہ رہے۔ (تبدیل ملے) اس قاعدہ کی بنا پر مقعر و مقعر میں نقطہ مقعر پر حسب ذیل جاسے
 کی راہ کو مقعر ہونا چاہیے لیکن بعض تادیل کے اس کے بائیک پڑھنے کی راہ کھانے مگر یہ روایت
 ضعیف ہے اس کی جاسے راہ کو قاعدہ مذکور کے موافق پڑھنا چاہیے۔ قاعدہ مذکور
 راہ کے بعد قرآن مجید میں ایک جگہ میں آتا ہے کہ راہ کی اس حرکت کو نہ کر کہ راہ کو بائیک پڑھیں
 اور نہ جگہ سے پڑھنا ملے پھر یہاں اس راہ کو بائیک پڑھیں گے جیسا نقطہ مقعر سے کی راہ کو
 بائیک پڑھتے ہیں۔ اس راہ کی کو کتنے ایک جگہ کو فارسی والے یا کے جملے کتنے ہیں۔ پھر منجھو پڑھا
 کی راہ کو بائیک پڑھیں گے (قاعدہ مذکور) جو قاعدہ مقعر کے سبب اس کی دونوں ہر بات
 ہے کہ اس میں قاعدہ مذکور کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اولیٰ اس سے پہلے والے
 لکھ کر مذکورہ قاعدہ کے موافق اس سے پہلے والے حرف کو اولیٰ قاعدہ پر کمرہ ہے ہی لکھو
 اور دو لکھو کی طرح آئے لکھ کر ترقی کی وجہ ترقی میں مذکور ہی ہے یہی قاعدہ ویرا کمرہ مقعر اس سے کہ
 بائیک کی طرح بائیک کے مستحکم کو مقعر کا سبب کہہ رہے ہیں ۱۲ لکھ صاحب یہ کہ قرآن دونوں گولوں میں وقتاً
 دو دو وجہ یہ کہ ترقی اس وجہ کو کہ جو راہ کی حرکت کے موافق ہے مدیاتی و مستحکم کو مقعر ہی ہر جگہ
 لکھ کر مذکور میں اس کے اور اس سے پہلے حرف کو مقعر یا مقعر ہے آئندہ کی طرح ۱۲ لکھ اس سے
 کہ نقطہ اس میں یہ جاسے قاعدہ میں نے تھا اس کے بائیک پڑھنے کو اس سے اولیٰ لکھا ہے تاکہ ان کے مختلف
 پر نہ ہو جائے لیکن بعض کے قرائی سے اس کی تادیل میں ہر ایک نقطہ میں تو پڑھنے کی تصریح کی گئی
 ہے روایت الفرقان چنانچہ ترقی کی روایت کو ضعیف ہی بنا دیا کہ ۱۲ لکھ اس سے یہی قاعدہ
 کو حرکت کمرہ کے اور اس کے بعد اربعہ کو حرکت یا راہ کے پڑھنے کو ۱۲ لکھ چونکہ میں نے ذکر کیا کہ ترقی
 تھا کہ کہہ چاہتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے والے حاشیہ میں گذرا۔ اس کی جاسے غلطی تھا اور کمرہ ہی لکھا جائے گا اور
 اس پر کمرہ الا حکم جاسے کیا جائے گا ۱۲ لکھ چونکہ مختلف شے میں تحریر میں حرف اولیٰ راہ کو حکم بیان کرنا
 ہے لہذا کی تصریح بتانا مقصر رہیں اس لیے اس کے نقطہ کو ایک عام مقعر شے سے کہہ دیا ہے اور یہاں کے جملے

حرف کو دیکھ کر اس کو ایک یا پُر پُر مٹا دیا ہے تو اس میں اتنی بات اور کچھ کہہ پہلے والے
حرفوں کو دیکھتا اس وقت ہے جبکہ وقت میں اس کو بالکل ساکن پُر مٹا جائے جیسا کہ وقت
کرنے کا عام طریقہ ہی ہے لیکن وقت کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس میں وہ حرف جس پر وقت کیا
ہے بالکل ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر جو حرکت ہو اس کو بھی بہت خفیف سا اوکھا جلتا ہے اور
اس کو رد حرکت ہے۔ اور یہ صرف زیر مد میں ہی ہوتا ہے۔ اس کا مفصل بیان لمعۃ التیرت میں اشارۃ
نہیے گا۔ سو یہاں یہ تو نا مقصود ہے کہ اگر کڑھی تا آدم دوم کے ساتھ کیا جائے۔ تو پھر پہلے والے
حرف کو نہ دیکھیں گے بلکہ فرض اس تا آدم پر جو حرکت ہوگی اس کے موافق پُر یا ایک پُر مٹیں گے
جیسے ڈاکھ پُر اگر اس طرح سے وقت کریں تو ماہ کو ایک پُر مٹیں گے اور مستحقوں پُر اگر اس
طرح وقت کریں تو ماہ کو پُر مٹیں گے۔

نواں لمعہ۔ میم کشاکن اور مشدود کے قاعدوں میں

قاعدہ ۱۱ :- میم اگر مشدود ہے تو اس میں غنہ ضروری ہے اور غنہ کہنے میں ناک میں آواز نہ جائے
کہ جیسے کشاکن اور اس حالت میں اس کو حرف غنہ کہتے ہیں۔ و فائدہ غنہ کی مقدار ایک الف ہے
اور الف کی مقدار دو یا تکرار کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کشاکن کوئی آٹھ گونہ کر لے یا ہند آٹھ گونہ
کھول لے اور یہ مصلحت غنہ ہے باقی اس ۱۲ و بعد از استاد شانی سے سنئے پڑے۔

کا تلفظ وہی ہے جو غنہ کے کہہ کر ہوا ہے اور پھر کشاکن کی مقدار بھی مصلحت ہی میں پُر مٹا دیا ہے اور اس کو تکرار کی سیما
کی طرح پُر مٹا کر گزرا کر نہیں پُر کر دیا بلکہ معروف ہے ۱۲ الف اس طرح وقت کرنے کو وقت بالاسکان کہتے ہیں ۱۲
نکلتے یعنی جس تا آدم پر وقت کرنے کا ارادہ میں لاؤں اس قاعدہ ۱۲ کے غنہ میں ہی آچکا ہے ۱۲ الف یعنی اس کی حرکت
کے کچھ حصہ کو اتنی دیکھ کر کہ وقت بالارد کہتے ہیں ۱۲ الف ہی ہے کہ اس حالت میں اس کی طرح تا آدم کو رد اور
ہر گز ۱۲ الف کی حالت میں تا آدم اس کی طرح مضموم ہوگا۔ غنہ صریح کہتا اور قوف با دویم تا آدم ضرور کی طرح
بجی حرکت کے لحاظ سے پُر یا ایک پُر مٹ جائے ہے و بعد از قوف بالاسکان اور ۱۲ الف تمام کی طرح حرف متاعیل
کی حرکت کے تابع نہیں ہوتا۔

حواشی لمعہ ثلث | ۱۔ ہا دویم کے ساتھ صریح مد میں حرف کے ساتھ کشاکن اور مشدود کی مقدار اس سے بڑھائی
گئی ہے تاکہ حرف غنہ نہ مل جائے | ۲۔ کھول بعد از حاشیہ ۱۲۔ ۱۲ الف یعنی مشدود ہونے کی حالت میں ۱۲۔

خا ہر کی جائے گی جیسے اَنْفُکَتْ اور اس کو اظہار لغوی کہتے ہیں۔ (تفسیریں) بعض خطا ظ
وہ اس افتخار و اظہار میں بآراء و ادواء افتخار کا ایک ہی نام ہے جسے کہتے ہیں۔ اور اس کا مادہ کا نام
جوت کا مادہ رکھتا ہے یعنی جسے تو قیرتوں میں افتخار کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں جن میں اظہار کہتے ہیں
اور جسے ان حرفوں کے پاس یہ سہاگن کو ایک گونہ کو کہتے ہیں جیسے کہ یہ ہے وَلَا اَنْفُکَتْ
وَجَعَلَ حُرُوفًا بِسَبْخَاتٍ قَدْ عَدَّہُ۔ پہلا اور تیسرا قول قرآن میں ہی غلط ہے۔ اور
دوسرا قول ضعیف ہے۔ (دفعۃ العرب)

دسواں لمعہ۔ نون ساکن اور مشدّد کے قاعدہ میں

اور چھ لہجے کے نشروں میں کچھ کا پہلے کہتے ہیں نون ساکن میں داخل ہے۔ وہ اس پر کچھ ہے۔
مگر یہ قاعدہ میں نون ساکن کے ساتھ تینوں کا نام بھی ہوتا ہے اس کے لیے یہاں ہے کہ۔ قاعدہ
نون اگر مشدّد ہو تو اس میں غنہ ضروری ہے اور مثل میم مشدّد کے اس کو بھی اس حالت میں صرف غنہ
کہیں گے۔ نون لمعہ پہلا قاعدہ پھر دیکھو (قاعدہ ۱۱) نون ساکن اور تینوں کے بعد اگر حرف
حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو وہ ان نون کا اظہار کریں گے یعنی ناکھیں آواز دے گا اور اگر
تو غنہ نون اور میم میں اس وقت بھی چلتا ہے حالانکہ بیان اظہار ہے ۱۲۔ سب کو خلاف قاعدہ اس واسطے
کہ یہ کہ تینوں حرفوں کا ایک ہی قاعدہ بنایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کہ حکم الگ ہے اور وہاں قاعدہ الگ ہے
یہ گنہ اور اس کی بات تقریر آئندہ میں ملے گی کہ یہ ہے ۱۳۔ پلے اور تیسرے قول کو جو بالکل کہا ہے تو وہ بھی
اس بنا پر کہ یہ کہانی تینوں حرفوں کا ایک ہی حکم اور ایک ہی قاعدہ دیکھا گیا ہے۔ اور نہ نظر ہے کہ پہلے قول
کا ایک حدیثی بنا ہے پہلے افتخار لغوی بھی ہے البتہ تیسرا قول سب سے غلط اور درست ہے کیونکہ اس
طرح پر جس سے لغو رہ جاتا ہے اور مستفاد کے حرف صرف پانچ ہیں جیسا کہ صفات ۱۴ میں گنہ ہے۔
۱۵۔ اس کو یہ کیفیت بھی مانی کہ کہا گیا ہے کہ سب کا حکم ایک ہے اور وہاں قاعدہ ہے پہلے
تو اظہار و طریقی میں اسے وہاں نصیحت بھی غیر غنہ میں فیروانی ہے کیونکہ جگہ سے پہلے ہی اظہار
جائز ہے البتہ خلاف اولیٰ ہے ۱۲

دسواں لمعہ [جیسے اَنْفُکَتْ اور جَعَلَ حُرُوفًا بِسَبْخَاتٍ قَدْ عَدَّہُ] ۱۲۔ جس غنہ کی یہاں بھی جاری ہے
اس سے نون غنہ اور اس کی غنہ لہجہ و صغیر میں کی گئی ہے وہاں لا غنہ نون ۱۳۔

بھی نہ کریں جیسے اَلْمَدَنُ۔ سَوَاؤُکُنْیَ وَهَؤُفَیْہِ اَوْدَاسِ اَلْظَہَارِ اَلْظَہَارِ حَلْفِی کُتَہِ یَہِ۔ اَوْدَاسِ
حروف حلقی تھیں جو اس شعبہ میں جمع ہیں۔

حرف حلقی تھیں اے نور میں ہمزہ، ہاء و عا و غا و عین و یں

جو آتے لمبی مدت، مثلاً سَوَاؤُکُنْیَ و کُہِ لَو اَوْدَظَہَا و کَا ظَہَبَ نَوِیْنِ اَمَدِ کُہِ دوسرے قاعدہ
میں چھریں گئے۔ قاعداً عا و غا و عین و یں ساکن اور تکرار کے بعد گراں چھریں گئے ہیں سے کوئی
حرف آئے جی کا مجموعہ یَزْکُنْیَ ہے تو وہی ادغام ہوگا یعنی فوان اسی کے بعد حرف سے
بدلتا ترکیب پر جائے گئے جیسے جَوَکُزْکُنْیَ و کُہِ لَو کون م بنا کر دلوں لَم کر ایک کر رہا
چنانچہ پڑھئے۔ ف لَام تَا ہے اگرچہ کھنے میں نوں بھی باقی ہے مگر اچھریں گئے ہیں اُتَا
فوان ہے گراں میں سے چار حرفوں میں تو غنہ بھی رہتا ہے اور یہ غنہ مثل کوں مٹنے کے برکتاً کر
پڑھا جاتا ہے۔ اور ان چاروں کا مجموعہ یَسْمُو ہے جیسے مَوَاوِیْوِیْوِیْ۔ یَزْکُنْیَ و یَجْعَلْکُنْیَ
وَعَلْکُنْیَ اَوْدَاسِ کو ادغام میں۔ اَلْمَدَنُ کہتے ہیں۔ اَلْمَدَنُ و جہہ گئے ہیں تَا و مَرَّحَانِ میں غنہ
نہیں رہتا جیسے مَوَاوِیْوِیْوِیْ شال اُوپر گزرتی ہے اس میں تَا میں و اَلْمَدَنُ نماز نہیں جاتی
خاص لَام کی طرح پڑھتے ہیں۔ اور کی کو ادغام میں غنہ گئے ہیں۔ اَلْمَدَنُ میں اَوْدَاسِ کے قاعدہ ط
و ط میں غنہ اَوْدَاسِ کے سنی چھریں گئے ہیں اَوْدَاسِ کی ایک شرط یہ ہے کہ یہ نوں اور یہ غنہ
ایک گہری نہ ہوں ورنہ ادغام نہ کریں گے بلکہ اظہار کریں گے جیسے دُمَاکُزْکُنْیَ و جِسْکُنْیَ
تکہ ادغام نہ کرے کہ اظہار حروف حلقی کی ذمہ سے ہی رہتا ہے۔ ۱۰ تکہ اس صمد میں حرف حلقی و صمد میں
کر ہی مخصوص ہے ورنہ خروج کے بعد اسے ان حرفوں کی ترتیب اس طرح ہے عا و غا و عین و یں اَوْدَاسِ
خروج کی ہمش گزرا ۱۲ تکہ کیونکہ ادغام کی وجہ سے دونوں ایک ذاتہ ہو جاتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے
اَوْدَاسِ میں مدغم، مدغم نہیں ہوتا ہے یہاں نہ نام نہ تمام شالوں میں نوں اسی حرف بہرہ سے جس سے
بذل جائے گا۔ ۱۳ تکہ یعنی ایک لفظ کے برابر کوئی غنہ کی مقدار ایک لفظ ہی ہے جیسا کہ لفظ ۱۴
تکہ یہ دونوں یکساں نہیں ہیں۔ یہی ہے پس توں ساکن کا ہے اور دوسری تحریر کی اور واولی
شالیں یں وَاوِیْوِیْوِیْ سیکر کی ہوشی مَہِیْہِ۔ اَلْمَدَنُ کہیں تَا صیرِیْوِیْ اَلْمَدَنُ کی غنہ
برکتاً ۱۵ تکہ یعنی اسی ادغام کو جو یَسْمُو کے چار حرفوں میں رہتا ہے۔ ۱۶ تکہ یعنی اس کو جو لڑکے
و حرفوں میں رہتا ہے۔ ۱۷ تکہ یعنی جو حرف یَزْکُنْیَ میں رہتا ہے۔

[illegible]

کے اور بدولت تشدید کے صرف عیش و سرور سے غفلت کو نقد ایک الف کے باقی رکھ کر
 ادا کیا جائے۔ اور جب تک اخلاقی مشق کسی ماہر استاد سے تیسرے ہوا اس وقت تک
 صرف غفلت ہی کے ساتھ رہتا ہے کہ دونوں شخصوں میں ایک دوسرے کے مشاہیر ہیں جیسے
 مَا أَتَدْرُوْنَ تَهْجُرُوْنَ ظُلُمًا أَمْرًا عَرِيجًا آسانی کے لیے اس اخلاقی ایک و مثال اپنی بول چال
 کے نظروں میں تسلیم کرتا ہوں کہ کچھ تو بھیجیں آجائے۔ وہ مشاہیر ہیں کہ ان کے کنٹرول میں
 اور نہ۔ بائیس سینگہ دیکھوان نظروں میں نولڈر اپنے عروج سے نکلے اور بدولت کے صرف
 میں اور عام ہو گیا اور ان دن کے اخلاقی اخلاقی حق کتے ہیں۔ دونوں کے اخلاقی کو میں کا بیان
 باوجود محنت کے تشبیہ کی ایک اخلاقی اس لیے فرماؤ کہ اخلاقی اور عام نام اس کا فرق خوب واضح ہو جائے
 کیونکہ ان میں تشبیہ ہوتی ہے اور ان کی میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اخلاقی اور عام اسے اخلاقی
 میں صرف غفلت سے غراؤ اخلاقی اسے تشبیہ ہے کیونکہ صرف غفلت کے نوکر کی مشق ہی نہیں اور مولانا نے جو ان
 دونوں کو ایک دوسرے کے مشاہیر فرمایا ہے تو اس سے غراؤ اخلاقی مشابہت ہے جو غفلت کی وجہ سے الٹی ہو
 میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حقیقت کی شوق سے تو ان دونوں کی بڑا فرق ہے کیونکہ ایک میں زبان کا لہرنا تو
 کے ساتھ لکھتا ہے اور دوسرے میں نہیں لکھتا اور عجب یہ ہے کہ جب تک اخلاقی حق اپنی صحیح کیفیت کے
 ساتھ اور انہیں سکھائے وقت تک کم اندک غفلت تو ضروری کرتا ہے تاکہ اخلاقی کے ساتھ کچھ دیکھنا بہت تو
 ہوئی جائے ۱۲ فاضل ہوا۔ اخلاقی حقیقت کہ ہے اس بائیس میں ایک ملک تو ہے جو تو ہے تاکہ
 ہوتا ہے یعنی یہ کہ اخلاقی حق میں زبان کو کرکری و دل میں ہونا اور زبان تاکہ اسے باطل غفلت بہت ہے
 جیسا کہ فرمایا ہے یکبارہ دن غفلت میں ان کے اور بدولت تشدید کے صرف عیش و سرور سے غفلت کو نقد ایک
 الف کے باقی رکھ کر ادا کیا جائے ۱۳ اخلاقی اور عام زبان میں جو اس میں تو ہی رہی گی ہیں
 یعنی بائیس سینگہ وغیرہ تو یہ بھی اس صورت میں ان کی مثالیں ہی ہو سکتی ہیں کہ زبان کے دلوں کو باطل تسلیم
 نہ کیا جائے ورنہ اگر زبان کا داخل بھی تسلیم کیا جائے تو اس صورت میں اخلاقی مشاہیر میں بھی نہیں سکتے۔
 لیکن استاد اساتذہ امام حق حضرت مولانا قدس سرہ رحمہ اللہ جیسا کہ ابادی کی تحقیق یہ ہے کہ اخلاقی ہوا
 زبان کو تاکہ اسے صرف سال کا ضرور نہ رہا ہے اور زبان باطل ہے نفی میں نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ
 کے حاشیہ میں اس پر غفلت کا نام کہ ہے اور غفلت سال کے لائل زبان غفلت ہی جیسا کہ کے لائل اور غفلت پر غفلت کا نام
 یہ ساری بحث اخلاقی تشبیہات فی توبین القرآن میں مشہور ہو کر جائے گی۔ یہ حاشیہ کی تفصیلات حق میں ہیں ۱۴

قاعدہ دیکھیں تو کہے اظہار حقیقی کہتے ہیں۔ اور جس کا بیان قاعدہ سیم میں ہوا ہے اظہار مطلق کہتے ہیں جس طرح سیم کے اظہار و اظہار کو شرفی کہتے ہیں جس کا بیان نویں قاعدہ میں کیا گیا ہے۔

گیارہواں قاعدہ الف اور واو اور پائے کے قاعدوں میں

جبکہ یہ ساگوں ہوں ابدال الف سے پہلے والے حرف پندرہ ہوا اور اس کی سے پہلے پیش ہوا اور پائے اس کی سے پہلے زیر ہوا اور اس حالت میں ان کا نام مذہ ہے اور کچھ قاعدہ مخفیہ میں مذہ کو کھڑا کر کے مذہ کی نیلہ اور اٹا پیش بھی حرف مذہ میں داخل ہیں کیونکہ کھڑا کر کے ذیل الف مذہ کی آواز نہ دیتا ہے اور کھڑی زیر پائے مذہ کی اور اٹا پیش واقعہ کی۔ اسب ان قواعد کے بیان میں ہم فقط لفظ مذہ کہیں گے۔ ہر جگہ اتنے ہی نام کون کھے۔ (قاعدہ ۱۱) اگر حرف مذہ کے بعد ہر ہوا اور یہ حرف مذہ اور ہمزہ دونوں ایک کھڑی ہوں تو دونوں اس مذہ کو بڑھا کر پڑھیں گے اور اس بڑھا کر پڑھنے کو کہتے ہیں جیسے مکتوٰۃ مشکوٰۃ۔ یہ قاعدہ ۱۲ اور اس کا نام مذہ متصل ہے اور ان کو مذہ واجب بھی کہتے ہیں اور مقدار اس کی تین یا چار الف ہے الف کا اندازہ کرنے کا طریقہ نویں قاعدہ کے قاعدہ مذہ کے قاعدہ میں کھا گیا ہے۔ اس طریقہ کے موافق تین یا چار الف ہوں کو آگے پیچھے بند کرینے سے یہ اندازہ حاصل ہو جائے گا مگر متغیر اس مقدار کے علاوہ ہے جو

حواشی قاعدہ یاد رکھیں ۱۔ مذہ کو مقلات کے ہر حرف میں سے مذہ۔ مذہ کو ہمزہ اور ذنون ان پانچ حرفوں کے قاعدہ اور مذہ مذہ ہر حرف میں بیان ہو چکے ہیں اور اب ادبی کے ہر حرف بال و مل کے ہیں۔ ان میں سے ہمزہ کے قاعدہ تیرہ حروف صغیر آئیں گے اور تین حروف صغیر الف۔ واو۔ ذنون کے قاعدہ اس کی حروف صغیر بیان کیے جا رہے ہیں۔ پھر کچھ جہاں جیسے کو الف تو ہمیشہ مذہ ہی پڑتا ہے مثلاً ذہ۔ مذہ۔ آہ کی تین میں تین صغیر مذہ ہیں اور متحرک۔ مگر واو اور یا جب متحرک جیسے تینوں اس وقت یہ صفات خارج سے خالی ہوتی ہیں۔ لہذا ان میں صرف حرف مذہ اور حروف صغیر ہی سے حقیقی قاعدہ سے بیان ہونے کے ۱۲ مثلاً کھڑے نہر کی مثال او قلک کھڑے نہر کی جہاں اسٹے میں کی آئینہ ہو گئی ہے ۱۲۔ کھڑے نہر کی حروف تہا اور حروف صغیر ذنون کی بیان ہیں جیسا کہ حشر کی شرح میں مذہ کے قاعدہ سے ہر حرف صغیر مذہ کو ان کی پہلی مقدار سے نیا دیکھ کر پندرہ صغیر کے برابر کھینچنا اور ان وقت بھی واجب ہے جبکہ ان کے بعد ہمزہ مذہ اور نہر حرف صغیر سے حذف ہو جائے گی اور بہت جگہ کی غلطی ہے۔

جیسے لام۔ بیچہ فانت۔ فون۔ اور ایک وہ جن میں دو حرف ہیں جیسے لظ۔ سوچیں میں دو حرف ہیں
ان کے متعلق بھی یہاں کوئی قاعدہ نہیں۔ اور میں میں تین حرف ہیں ان میں ہر دو تہ ہے۔ اس کو بھی مذ
لارم کہتے ہیں اور اس کی تعداد بھی تین۔ الغصہ ہے اور ایسے مذکورہ تین کہتے ہیں۔ پھر ان میں سے
جن حرف متعلقہ کے اخیر حرف پر پڑھنے کے وقت تشدید ہے ان کے مذکورہ حرف متعلق کہتے
ہیں۔ جیسے القہر میں لام کو جب ہم کے ساتھ پڑھتے ہیں تو اس کے اخیر میں تشدید پیدا ہوتی ہے
اور جن میں تشدید نہیں ہے ان کے مذکورہ حرف متعلق کہتے ہیں جیسے القہر میں ہم کے اخیر میں تشدید
نہیں ہے۔ تشدید ملے۔ تین حرف متعلقہ ہیں جن میں تا۔ صفا۔ تبا۔ یا۔ کیا۔ ہے اکثر میں تو
یہی کا حرف تہہ کی ہے جس کے بعد کس زحرف ساکن ہے جیسے ہم میں کی تہہ ہے اور اس کے
بعد ہم ساکن ہے۔ اور کس حرف مشتبہ ہے۔ جیسے لام میں۔ الغصہ ہے اور کی کے بعد ہم
مشتبہ ہے۔ الغصہ پر ایسے مواقع ہیں ہمیشہ قائم رہتا ہے تو ان میں مذکورہ عام قاعدہ کے متعلق
ہے۔ البتہ جن تین حرف متعلقہ میں یہی کا حرف تہہ نہیں ہے۔ جیسے کھلیا۔ کھن۔ میں ہے
وہاں مذکورہ اس عام قاعدہ کے مواقع نہیں ہے اور سی واسطے اگر مذکور کی تہہ بھی درست
بیان ہو رہے ہیں ۱۲ اقلہ کہہ کر ان میں اگر حرف عریض ہو تو کہہ میں ممکن نہیں اور ۱۳ لازم سکون ہی کی وجہ سے
ہوتا ہے اور یہاں قاعدہ سے لزوم لازم کا قاعدہ یہ ہے اس سے کہ بک۔ اکی کی اپنی رہی ہے۔ الغصہ والی ق
ان دو حرف متعلقہ میں بھی مشتبہ ہے۔ ذرا قابل اہم ۱۴ اقلہ اس کو تہہ حرفی اس سے کہتے ہیں کہ حرف متعلقہ
میں ہوتا ہے اور یہ مقابل ہے بک۔ اکی کا ذکر قاعدہ مذکور میں آچکا ہے یہ اس ضمن میں کہ اگر قاعدہ لازم
حرف متعلقہ میں ہو تو یہ لازم حرفی کہنے کا اور اگر کسی اور کلمہ میں ہو جس کی دو مثالیں اور تین میں قاعدہ
مذکورہ کے شری میں لکھ دی ہیں یعنی اقلہ۔ اور ذکرہ انکشافی تو اس کو تہہ لازم کہیں گے پھر حرفی اور
کئی میں سے ہر ایک کی دو صورتیں ہیں۔ شغل اور خفت۔ پس یہ کج چاہیں ہوئی ہیں جس سے تہہ کا بیان اور تہہ چکا
ہے اور کج تہہ مذکور گئے۔ رہا ہے ۱۵ اقلہ کہہ کر اس صورت میں دونوں میں مل کر ایک مشتبہ ہوئی کی جڑ ہوتے
ہیں ۱۶ اقلہ مختلف کے کئی غیر مشتبہ کے ہیں اور یہ مقابل ہے شکل کا ۱۷ اقلہ میری آخر میں کسانوں کی روایتیں
حرفی حرف متعلقہ میں۔ آخر میں جن کا کلمہ کلمہ عقل متعلق ہے۔ پس ان میں سے سات میں تو یہی کا حرف تہہ
ہے اور کئی کئی لفظ ہیں جن کی کا حرف تہہ نہیں ہے۔ خوب بکھڑا ۱۸ اقلہ میری قاعدہ لازم کے عام قاعدہ کی کو
سے کہ ان کو سب ہی حرف تہہ کے بعد سکون لازم پایا جا رہا ہے اور یہی طرح ہے قاعدہ لازم کی کا حرف تہہ کے بعد سکون

ہے یہی افضل ہے کہ کد کریں اور اس کی تکرار لازم نہیں کہتے ہیں۔ متنبیہ علیٰ ہر حرف قطعاً
 آخر میں ہیں ان پر قدا اس وقت ہے جب اس پر وقف کریں اور اگر بعد سے طائرہ میں تیسرے ذکر کرنا
 نہ کرنا وہ دونوں جائز ہیں۔ جیسے سورۃ آل عمران میں اللہ کے حکم کو اگر اللہ سے ملا کر پڑھیں تو نہ
 کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہے۔ (قاعدہ ۱۸) اگر حرف مد کے بعد کوئی حرف سکن ہو جس کا
 سکون پہلی ذمہ داری اس پر وقف کرنے کے سبب سکون ہو گیا ہو اور یہ سکنی مقابل ہے اس سکنی
 کا جو قاعدہ ۱۷ کے شروع میں مذکور ہے اس لیے اس مد پر مد کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی درست
 ہے۔ پس اگر بنا متزہب جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحٰنَہٗ وَّعَظَمٰتُہٗ پڑھیں تو اس کو مد نہ کریں اور مد نہ کریں بھی
 کہتے ہیں اور یہ طریق افضل کے برابر ہے اور اس کو طویل کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ مداعت
 کے برابر مد کریں اور اس کو تو متوسط کہتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ بالکل مد نہ کریں بلکہ ایک ہی الحک کے
 برابر پڑھیں کہ اس کے کم میں حرف مد نہ ہے گا۔ آگے تیسری قوم دیکھو وہی کو تو فقرہ کہتے ہیں ۱۰ اور اس میں
 لازم ہے جیسا کہ گذشتہ ۱۲ آیت کیونکہ تکرار لازم کا عام قاعدہ یہ ہے کہ کوئی لفظ حرف متزہب کے بعد اور یہاں حرف
 نہیں کے بعد ہے خوب کھڑا ہو گا۔ کیونکہ اس میں ایک کا حرف حرف نہیں ہے تکرار نہیں ۱۱ آیت میں قاعدہ کو
 کو عام نہیں لکھا چاہے جگہ یہ سورۃ آل عمران یا کے شروع کے ساتھ ہی میں ہے جس کی وجہ سے کہ اس کو
 مابعد سے ملا کر پڑھنے کی محنت نہ ہو۔ مگر برا متزہب سکنی میں غیر مد کے کی وجہ سے مدنی طور پر حرکت آجاتی ہے۔
 اس کے سوا کسی اور سورہ کے شروع میں یہ صورت پیش نہیں آتی ہے باقی ہر جگہ متزہب سے حرف متضادات میں وہی
 وقف نہ ہوئی حالانکہ میں مذکور ہر گاہ خوب کھڑا ہو گا۔ کیونکہ وہ سکون پہلی قاعدہ درہم سکون عارضی ہے ۱۲
 آیت چنانچہ اس کا قیاس صرف بحالیت وقفہ ہی سکنی پڑھا جائے اور مد میں کی حالت میں متزہب کا مداعت ہے۔
 پس ایسا سکون جو وقف کی وجہ سے ہو سکون عارضی کہو تا ہے اور التَّحْقِیْقُ لَفَعْلُکُمْ اور تَنْکِیْکُمْ بَاقِ
 بھی اس کی شاہد ہیں ۱۱ آیت۔ اور ظاہر ہے کہ کد یہاں سکون کی وجہ سے متزہب ہے جو وقف کی وجہ سے
 عارضی ہو تا ہے مد وقفی کہنے کی وجہ بھی وہی سے معلوم ہو گی ۱۲ آیت یعنی پڑھنی بالکل نہ کریں۔ اور یہاں
 بالکل مد نہ کرنے سے یہی مراد ہے کیونکہ مد مدنی جس کی تعداد ایک الحک ہے وہ تو ہر حال میں ضروری ہے کہ
 یہ اس کے ساتھ ہر حرف کی درستی باقی میں ملتی ہے اور تصریح بھی کہ کہتے ہیں کہ صرف مد مدنی
 ہی کی جائے اور مدنی بالکل نہ کی جائے اور مدنی تیسری قوم کا جو مد لایا گیا ہے تو وہ بھی اک ہے کہ اس میں مد
 پہلی مد مدنی کا فرق کیا گیا ہے ۱۱ آیت میں عارضی مدنی میں تیسری قوم میں مدنی۔ طویل۔ متوسط۔ قصراً اور بالکل

افضل طولی ہے پھر توسط پھر قصہ اور بھی یاد رکھو کہ ان تینوں میں سے جو طر فزانتا کہ درختہ
 قادت تک اسی کے معانی کہتے چلے جائو ایسا نہ کرو کہ کہیں طولی کہیں قصہ کہ یہ بد مذہب ہے اور
 عربی مدجائز کی ایک قسم ہے اور جمال خود مدہ پر وقت ہر وطن یہ مذہبیں ہوتا جیسے بیٹے
 لوگ جھگڑتا ارشکوڈ پر وقت کر کے مد کرتے ہیں جو باطل غلط ہے۔ و تشبیہ ملا
 مد عارض جس طرح مدہ پر جائز ہے اسی طرح کہیں پر بھی جائز ہے یعنی واؤس کی جس سے پہلے نمبر
 ہوا وہ یا وہ ساری جس سے پہلے نمبر ہو (دیکھو مدہ ملا) جیسے و احتیف پر یا میں خودیہ پر
 وقت کریں اور اس طرح طول جائز ہے اسی طرح توسط اور قصہ بھی اگر اس میں افضل قصہ ہے
 پھر توسط اور پھر طول اور اس مد کرتے عارضی ہیں کہتے ہیں۔ و تشبیہ ملا حرفت میں کے متعلق
 ایک قاعدہ لکھنا قادمہ و تشبیہ ملا میں بھی گذرا ہے۔ دیکھو کہ کو تکہ مدوں حرفت متعلق
 سے جو میں ہے اس کی یاد حرفت میں ہے۔ و تشبیہ ملا یہاں تک کہ فنی نہیں ملے گی مذکور
 ہو کہ یہ سب مد فنی کہلاتی ہیں۔ یعنی جو تکہ اصل حرفت سے نرا کریں۔ اور ایک مد اصل ہے

ان کے مراتب بیان کرتے ہیں ۱۲ اسلئے یعنی مد عارضی وہی جس کا بیان چن ۱۲ ہے کہ وہ اس میں بھی مد کرنا اور
 مذکور دونوں میں جس جائز ہی جیسا کہ میں گذرا ۱۲ اسلئے مجوز مد عارضی و کہو کہ اس کے لیے حرفت ماکے بعد
 سکون مد عارضی کا ہر تاخر مدی ہے جیسا کہ اس کی تصریح میں بیان ہوا اور ان مثالوں میں یہ سکون نہیں ہے ایسے
 وہ اصل بیان بھی ہو گا ۱۲ اسلئے کیونکہ حرفت میں کو حرفت مد کے ساتھ ایک طرح کی مشابہت ہے کہ دونوں میں اس کی
 بنا کرتے ہیں ۱۲ اسلئے ہیں اس میں مد عارضی وہی کاٹ ہوا کیونکہ اس میں حرفت افضل خدا پھر توسط اور پھر
 قصہ اس میں افضل قصہ ہے پھر توسط اور پھر طول کا ختم ہے۔ اور میں لازم کا جان بھی مد فنی کی ضمیمہ
 ہے اور اس میں بھی ہر تاخر طول کا ہے مگر یہ طوطا ہے کہ میں عارضی اور میں لازم کے قصہ کی مقدار عارضی وہی
 کے قصہ کہ نہ بھی ایک الف کے برابر نہیں ۱۲ اسلئے کہ فرق اتنا ہے کہ اس کا مد میں لازم ہے اور
 و تشبیہ ملا وہی عارضی کیونکہ کہ سکون لازم کی وجہ سے جوتا ہے اور یہ سکون عارضی کی وجہ سے
 اس کیونکہ فنی کی تعریف ہے کہ حرفت مد کے بعد سکون یا قصہ مد یا ہمزہ ہو۔ چنانچہ اندھ کی مد کا
 تسکون میں حرفت مد کے بعد اس میں سے ایک نہ ایک چیز ضروری ہوتی جاتی تھی۔ اور اس کے متعلق
 میں مد کی ایک قسم اور ہے جس کو مد علی کہتے ہیں اور مد علی کی تعریف یہ ہے کہ حرفت مد کے بعد ہمزہ ہر مد
 سکون اور تشبیہ ملا وہی میں مد فنی اور مد علی کی تعریف نہیں بتائی گئی صرف ان کی مقدار بیان کیا گئی ہے

دو ہیزہ لٹکل الٹ لٹکے ہیں آٹن کو بالکل منت پر چھو۔

تیسرے سوال لمعہ وقت کرنے یعنی کسی کلمہ پر ٹھہرنے کے فوائد میں

اصل فی تجدد کو قرار دینا اور صفات کی بحث ہے جو بغض و تعالیٰ بقدر ضرورت اور کھلی ٹہنی
باقی اور تین علم اس فی کی تکمیل میں - علم اوقات - علم کلمات - علم رسم الخط - چنانچہ علم اوقات کی

لئے اسی کو دیکھ کر بھی اور الفوق کے شروع میں جو پر فضائل اللہ کا ہے اسی کو بھی تینوں کو بڑا عرب
ہی کہہ لیا ہے اسی کو کہتا ہے جس کے لئے کی ٹہنی میں بدایت کی گئی ہے ۱۷۔

حواشی لمعہ سیرت و علم | ۱۸۔ جن میں قرآن شریف کو قیام کے ساتھ ٹہنی پر چھنا ضروری ہے اسی
طرح پر بھی نہ ہو کہ ہے کہ جب قادی کر پڑتے پڑتے کسی جگہ ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو اسی ٹہنے کے
کے سوا فی ٹھہرنے ہی طریقے سے عرب ٹھہرنے میں اور ان کی جگہ پر ٹھہرنے میں جہاں ٹھہرنے سے ٹہنی کی ناسا
اور قطعہ منقہ کی صورت منتقل نہ ہو جس ٹھہرنے کے اسی قاعدوں کو بھی ٹھہرنے کی جگہوں اور ٹھہرنے کے جگہوں
کو بیان کیا جاتا ہے۔ قادیوں کی مصلحت اور ان اہم اوقات کے قاعدے کہتے ہیں۔ وقت کے پورے
قاعدے اور اسی کا ترجمہ بیان تو وقت کی کتاب میں ہی ہوتا ہے۔ مگر اس کے نہایت ضروری اور سونے
تو سونے مسائل تحریر کی کتاب میں بیان کیے جاتے ہیں ۱۹۔ لکھ کر کہ کو کو کو کو کو کے فریہ یہ معلوم ہوتا ہے
کہ قادیوں کو کس طرح اور کرنا چاہیے اور قادیوں کو کس طرح اور علم اوقات میں یہ بیان کیا جاتا ہے
کہ کہاں ٹھہرنا چاہیے وہ کہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ اور کس کلمہ پر کس طرح ٹھہرنا چاہیے اور کس پر کس طرح
اور علم رسم الخط کا بیان اسی پر ضروری ہے کہ بعض کلموں کو رسم اور طرز سے ہے اور دوسرے دوسری طرز
جاسے ہیں۔ اور علم کلمات میں یہ چیز بیان کی جاتی ہے کہ قرآن کلمات کو قادیوں کی کس کس طرح پر ٹھہرنے کی اجازت
ہی ہے۔ اور نہ تو اس میں ایک دوسرے سے متعلق ہی ہیں۔ کیونکہ ان میں قرآن کے لغوی معنی سے بحث کی جاتی
ہے۔ مگر جو کہ یہ سادہ نسبت ہی مختصر اور بالکل جلد میں کہے گئے ہیں اسی پر اور علم کلمات سے بیان کی
تو مصلحت ہی ان کو نہیں۔ اور علم رسم الخط کی مصلحت ہی قدر نہایت ضروری تھا اسی کا بیان اور مصلحت ہی ان کو نہیں۔ ایک ہے اور
علم وقت کے متعلق ہی ضروری کی بیان کیا جانی نہیں تھی۔ اسی سے وقت کے جتنی بھی مصلحتیں اور باتیں نہایت ضروری
اور سونے سونے چھ باتیں فرمائی ہیں اور علم اوقات میں چھ باتوں کو بھی یاد کر لی تو نسبت ہی غلطیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اور آلتیہ قبلاً یتینوں سے وہ احزاب ہیں اور سلا سلا اور سلا سلا قوا یشکرا یہ دونوں سورہ
 و ہر میں اور اُنکا جہاں کہیں آئے غلام قرآن میں ان تمام لغفلوں میں بحالت وصل اُفت نہیں پڑھا
 جاتا اور بحالت وقف میں اُفت پڑھا جاتا ہے۔ مگر غافل لغفلہ سلا سلا کو بحالت وقف میں
 پڑھ کر اُفت پڑھا بھی مروی ہے یہی سلا سلا کیل رقا صدق علیٰ اہل کلمہ مروی ہے کہ اگر
 وہ ساکن ہے تب تو اس میں کوئی بات تلافی کی نہیں۔ اور اگر متحرک ہے تو اس میں وقف کرنے
 کے حق طریقے ہیں۔ ایک قوی جو سب جانتے ہیں کہ اس کی کو ساکنی کو پڑھا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے
 کہ اس کی پڑھ کر حرکت ہے۔ اس کو بہت خفیف سا ہی ہر کیا جائے اس کی کو روم کہا جاتا ہے اور اندازہ
 اس کی حرکت کا تھا کہ آلتیہ جتنا ہے اندیزہ زبریں نہیں جتنا۔ صرف زبر و ام میں ہی ہوتا ہے جیسے یسیر
 امینا کے ختم پر یہ حرکت خط سا زبر پڑھ دیا جاوے کہ جس کو بہت تپاں والا لگے گا یا سلا سلا
 کے نوں پر ایسا ہی خط سا پیش پڑھ دیا جائے اور دستہ الظہیر کے نوں پر جو کلمہ ہو یہ یا
 ایسا نہ کر کے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کی حرکت کا اشارہ صرف بحر ثعلیٰ سے کر دیا جائے یعنی پڑھا
 با لکل نہ جائے بلکہ اس کی حرکت کے خط ہر حصے کے وقت ہر نشی اس طرح بن جاتے ہیں اسی طرح
 جو نوں کو نہ دیا جائے اور اس حرف کو با لکل ساکن ہی پڑھا جائے اور یہ اشہام کہلاتا ہے اور
 اس کو باس اللہ بھی نہیں لگتا۔ کیونکہ اس میں حرکت تپان سے تو ادا ہوئی نہیں البتہ اس کو لال
 پڑھنے والے کے ہر نشی کو پڑھ کر پچھل سکتا ہے کہ اس نے اشہام کیا ہے اور یا اشہام صرف نوں میں
 ہوتا ہے اور نہ زبر و ام میں نہیں ہوتا۔ مثلاً فتنہ کو میں نے نوں پر پیش ہے۔ اس پیشی کو پڑھا تو
 با لکل نہیں نوں کو ساکن پڑھا کہ ہر نوں کو نوں ادا کرے کہ وقت ایسا بنا دیا جیسے پیش پڑھنے کے
 لئے کو کر دے کہ علم ہی سے پہلے سلا سلا کے ساتھ میان ہو چکا ہے (۱) لکھ لکھ ہیں ہی میں تھی وہ ہیں
 بحر علی۔ بالاعت: اور بالاعت ۱۷ سلا یعنی کوئی نئی بات و نہ زبر و ام کا اور نہ زبر و ام کے سبب قطعاً لیا نہ
 رکھا۔ یا تھی اس حالت میں بھی حمزہ کی کو اس صورت کی شائیں قائلوا ما قطع اور غلبہ و غیرہ کی کو
 ان میں صرف مرفوع علیہ یعنی دائرہ اعت و ایم پہنچے ہیں۔ ساکن ہیں ۱۸ سلا یعنی روم کے ساتھ وقف نہیں
 کری گے ۱۹ سلا پہلے لکھوں کے نوں میں ادا کر کے پچھلے کی ہم ہی اشہام نہ کر گا کیونکہ غنوت و دیگر کو کہہ رہا ہے
 سلا یعنی ان کو نہ کے قوہ کی بد کیونکہ اگر جو نوں کو ادا کرے کہ وقت گول کی مانند گا تو یہ حرکت زبان سے
 بھی ادا ہو جائے گی اور اشہام میں زبان سے ادا نہیں ہوتی صرف نوں سے ہی اشارہ ہوتا ہے ۲۰

[illegible]

کسی عالم سے پوچھ لو قاعدہ ملتے جس گھر پر وقف کرو۔ اگر اس کے اخراجات پر تشدید ہو تو وہ
اور اشام میں تشدید بدستور باقی رہے گی قیصر لڑتے قاعدہ ملتے جس گھر پر وقف کیا ہوگا
اگر اس کے اخراجات پر تشدید ہو تو وہ قاعدہ ملتے جس گھر پر وقف کیا ہوگا
جیسے کسی نے قیصر کو قیصر آؤ پر وقف کیا تو اس طرح پر وقف کے قیصر آؤ (قاعدہ ملتے) جس نے
وقفی کا بیان کیا وہی قاعدہ ملتے میں ہوتا ہے۔ اگر آدم کے ساتھ وقف کیا جائے اس
وقت وہ تشدید ہوگا مثلاً اگر جیسا کہ تشدید میں اگر پیش یا زبرد اس کا قیصر آؤ ہو کر رہے۔ تو
پھر نہ کریں گے۔ (تعلیم اور وقف)

اس وقت تک یہ سوچ نہیں ہو سکتا کہ زیر عارضی ہے، حاشیہ کرنا تو اس کے حقوق سے متعلق ضروری ہے
اگر تشدید ملے گا تو اس میں بھی بیان ہو چکا ہے ۱۲ سے مطلب یہ ہے کہ تخریب کی طرح وقف میں تشدید ضرور
ہونی چاہیے کیونکہ تشدید کے خلاف ہر جگہ سے عام طور پر ایک صورت کی کمی ہو جاتی ہے جو پانچ مشدد
مشدد جیسی مثالوں میں آتا، بجا تشدید بھی مشدد ہی ہوتی ہے اس کے لئے تشدید کا مذمت ہو کر تخریب
ہو گا ۱۲ سے کیونکہ تخریب کا تخریب یعنی کی شکل میں لکھا جاتا ہے جیسے جیسا اور
تشدید اور قیصر کا تخریب میں ملے اس کی تخریب ہی ہر جگہ ملے گا۔ اور وقف میں وہ تخریب اس سے بدل جائے گا
اس سے کہ وقف آدم کے نام سے ہے۔ وہ زبرد اور قیصر کا تخریب سے جو کہ لکھتے نہیں آتا اس سے وقف میں
خلاف ہو جاتا ہے جیسے جیسا کہ جیسا اور قیصر کا تخریب کی شکل میں لکھا جاتا ہے۔ اور تشدید
میں جو وقف لکھا ہوا نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قیصر لی اس کے کی وجہ سے ملوث ہے۔ اور تشدید
فی الزم کہ تشدید لکھا گیا کی لکھی کتاب میں آجائے گی ۱۳

۱۴ میں اس قدر ضرورت اور تو مصطفیٰ اور مصطفیٰ ہے کہ اگر تشدید مشدد اور
مشدد ہو جائے جیسے لکھا ہے چار آدم کے ساتھ وقف کیا جائے گا تو اس صورت میں ان میں صرف قصر
ہی ہوگا۔ طول و توسط نہ ہوں گے۔ کیونکہ طول و توسط اس صورت میں ہوتے ہیں جب قاعدہ کے
بعد اسے صرف کو قیصر سے قیصر پر اس کی پڑھا جائے اور آدم میں وہ قیصر سے قیصر پر اس کی نہیں ہوتا
بلکہ اس کی حرکت کا کچھ حصہ ادا کیا جاتا ہے۔ جس کا اس کی تعریف میں گذرا ۱۵۔

چودھواں لمحہ فوائد متفرقہ ضروریہ کے بیان میں

اود گوان پد سے بعض بعض فوائد اور علی معلوم ہونگے ہیں مگر چونکہ دوسرے مضامین کے زیر میں بیان ہوئے تھے۔ شاید خیال نہ ہے اس لیے ان کو پھر کھڑیا دینا چاہئے تاکہ میں وہ فائدہ ملے۔ اس وقت کے پانچویں کوع میں **لیکنا ہوا** یعنی ایکستا میں الف لکھا تو ہے مگر یہ پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ اگر اس پر کوئی وقف کرے تو اس وقت پڑھا جائے گا و فائدہ ملے۔ اس وقت کے شروع میں **سلا سلا** یعنی دوسرے لک کے بعد بھی الف لکھا تو ہے مگر یہ بھی پڑھا نہیں جاتا۔ البتہ وقف کی حالت میں الف کا پڑھنا اود نہ پڑھنا اور نول طرح درست ہے اود پہلے لام کے بعد جواف لکھا ہے وہی ہر حال میں پڑھا جاتا ہے (فائدہ ملے)۔ اسی صورت دوسری وسط کے قریب **تو کر** یعنی **تو کر** اور **تو کر** سے اود دونوں کے اخیر میں الف لکھا ہے۔ روان کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسری جگہ تو کسی حال میں الف نہیں پڑھا جاتا خواہ وقف ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر وقف کرے تو الف پڑھا جائے گا اور وقف نہ کرے تو نہیں پڑھا جائے گا۔ اود فائدہ عادت یہ ہے کہ پہلی جگہ وقف کرتے ہیں اور دوسری جگہ

حواستی لمحہ چہارم **۱۵** فوائد متفرقہ ایسے فائدوں کو کہتے ہیں جو کسی ایک نمبر کے ساتھ ملحق نہ ہوں بلکہ ان کے نمبر مختلف قسم کے مساوی ہوں کہ گئے ہوں چنانچہ بارہوی ایسا ہی ہے کہ کسی فائدہ کے نمبر میں تو کسی لمحہ کے الف کے پڑھنے اور نہ پڑھنے کا حکم بیان کیا ہے اود کسی کے فہمی میں حیرت اود بے قاعدگی کے دھام کا ٹکوتا ہے اود کسی کے فہمی میں سکتہ کا مسئلہ بیان کیا ہے وغیرہ اور متفرقہ کے معنی غلطی کے ہیں **۱۶** چنانچہ ملتا ملائی سے پہلے کے مختلف لمحات میں بیان ہو چکے ہیں جن میں سے پہلے تین کا ذکر تیسویں لمحہ کے شروع میں ہے اور باقی تین کا حوالہ دواختر میں موجود ہے **۱۷** کہ یعنی وقف نہ کر کے ہی کر وقف نہ کرنا اور غلطی کے آخر وقف ہے۔ اود ہی الف پڑھنا وقف نہ کرنا ہی نہیں کرنا کہ نہ کرنا ہے **۱۸** کیونکہ ان لمحات میں سے ہے جن کا الف باوجود رکھنا نہ کرنا یعنی نہیں پڑھا جاتا اود اس میں نہ صرف صحت کے شروع میں **لیکنا ہوا** اور **سلا سلا** وغیرہ کے ساتھ آچا ہے **۱۹** کیونکہ ان لمحات میں سے ہے جن پر وقف کر کے صحت میں آتا ہے اور اس کا ذکر بھی تیسویں لمحہ میں **لیکنا** اور **سلا سلا** وغیرہ کے ساتھ چکا ہے **۲۰** کیونکہ بیان آیت ہے **لما یوت** وقف کا سب سے بہتر موقع ہے **۲۱**

قائدہ میں آچکا ہے۔ اس واقعہ میں اذخام پڑنا چاہیے مگر اذخام نہیں کیا جاتا۔ (خاندہ میں)
سورۃ پر صفت کے دوسرے دو کسب میں جو لکھا تھا ہے اس میں نون پڑا تھا مگر کیا کروا گیا تھا
قرآن مجید میں کہیں کہیں ممکنہ کھا ہوا ہوا گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ذوالشہر جاؤ مگر سانس
مست تو رہا اور باقی سب ناکل ہے اس میں وقف کے جاوی ہوں گے مثلاً سورۃ یوسف میں ہے
من است اعاقب ثم یؤثقیث کے مراد میں کے فرق کا آدھ میں اذخام پڑتا ہے مگر اذخام نہیں
ہوا۔ کیونکہ جب ممکنہ کر جائے وقف کے بجائے تو نون اذخام میں اتھال نہیں رہا۔ اس لیے
اذخام نہیں ہوا کسی طرح سورۃ کہف میں ہے جو جہاں ممکنہ تھا تو اگرچہ جہاں پر وقف
نہ کریں اور بعد سے ملکر پڑھیں تو اذخام نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر کی تحریر کو الگ سے بدل کر ممکنہ
کیا جائے گا اور اذخام قرآن شریف میں بعض کی روایت میں کل سکتے چار ہیں۔ ایک سورۃ قیامہ
میں اور سورۃ کہف میں جو کہہ کر کہہ ہے چہرہ سورۃ نہیں میں جوف متوقفین تاکہ اللف
پر جبکہ با بعد سے ملکر پڑھا جاوے اور جو تھا سورۃ متعلقین میں کلائی کے نام ساکن پر

سورۃ کی روایت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں انھوں نے ان کو پڑنے استاذ
سے انھوں کے ساتھ تھا ہے ۱۲ سورۃ النبی لون کی تشبیہ اذخام دارتہ وقت ہونوں کو اس طرح گولی کرنا
کہ وہ اس طرح پیش کے وقت کہہ جاتے ہیں اکی کوٹھا کہتے ہیں اذخامیتہ اس کی استاذ کے ہونوں کو زید
کی روایت پر معلق ہے ۱۲ سورۃ یوسف اور ذوالشہر۔ مگر کہ کو ساکن کرنا ذوالشہر کے تحریر کو صنفہ نہ اور اذخام
و غیرہ کا نہ کرنا ۱۲ سورۃ اگرچہ وقف اذخام میں یہ فرق ہے کہ وقف میں سانس تو دیا جاتا ہے اور ممکنہ
میں نہیں تو نہ جانا لیکن آواز چمکہ ہونوں میں تو مٹی جاتی ہے۔ اس لیے ایک حرف کا دوسرے حرف کے
ساتھ اتصال جیسے وقف میں نہیں رہتا جیسے کہ ممکنہ میں بھی نہیں ہوتا۔ اذخام میں بھی اذخام اور اذخام
و غیرہ اتصال ہی کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے وقف کی طرح ممکنہ میں بھی یہ احکام پیدا نہیں ہوتے
۱۲ سورۃ کہہ سکتے۔ اذخام پر ہوگا نہ کہ تحریر پر کیونکہ وقف کی طرح ممکنہ میں بھی ذوالشہر کے تحریر کو اللف سے
بہرہ ضروری ہے۔ جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے ۱۲۔

۱۲ سورۃ کہ قیاس سے لگتی ہے کہ اگر یہاں وقف کر لیا جائے تو ممکنہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس
لیے کہ ممکنہ اصل میں جوتا ہے ۱۲۔

میں اس کے سوا سونہ فاختہ وغیرہ میں کہیں سکتے نہیں۔ دفاسلہ ملا۔ بقرآن مجید میں جہاں
 پیش آئے اس کو داؤد معروف کی سی بڑھ کر موصوف اور جہاں زیر آئے اس کو بانی
 معروف کی سی بڑھ کر موصوف بہا سے ملک میں پیش کو ایسا بڑھتے ہیں کہ اگر کسی کو بڑھا دیا جائے
 تو وہ کو جھول پیدا ہوتی ہے۔ اور زیر کو ایسا بڑھتے ہیں کہ اگر کسی کو بڑھادو تو بانی کے جھول
 پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات عربی زبان کے خلاف ہے ایسا مت کرو۔ بلکہ پیش کو ایسا بڑھو
 کہ اگر کسی کو بڑھا دیا جائے تو وہ داؤد معروف پیدا ہو۔ وزیر کو ایسا بڑھو کہ اگر کسی کو
 بڑھا دیا جائے تو بانی کے معصوف پیدا ہو۔ افسر کے اسی طرح ادا ہونے کو ماہر استاد
 سے نہیں لو۔ کھٹا بڑا دیکھنے سے کچھ میں شاید نہ آیا ہو۔ دفاسلہ ملا۔ جب افسر
 بایا مشہور و معروف ہو تو ذرا سختی سے تشدید کو بڑھا دیا جائے تاکہ تشدید باقی رہے جسے

اسلحہ سونہ فاختہ میں سکتی تھی اس سے ذرا نیچے کو بعض جہاد میں منہ بوجھ مانت تو قول پر سکتے
 کرتے ہیں مگر انھیں کے وال پرنا پیش کی ہاتھ پرنا۔ مگر مکیہ و ایتلاف۔ اور ایتلاف
 نے کات پرنا ایتلاف کی تمام ہر مانت ایتلاف کی باہر پر غروب یا دیکھو ان دونوں پر سکتے
 کرنا ہر مانت اور غروب جس کی کوئی مانت نہیں۔ فن کی کتا کوئی ای سکتوں سے متعلق مانت و کتا کہ ہے ۱۰
 تشہد میں باریک اور لطیف اور بڑھنے کا مطلب ہے کہ پیش میں داؤد معروف کا اور وزیر کے بانی
 معروف کا اثر ہونا چاہیے۔ اس طرح کہ وزیر اور پیش کو کھینچا جائے تو اس سے بانی اور داؤد معروف
 پیدا ہوں نہ کہ جھول جیسا کہ آئے ہیں کہ تو تو بھی اس کی وضاحت کی گئی ہے ۱۱ اسلحہ میں مطلب
 یہ ہے کہ عربی میں داؤد اور بانی کے جھول کا تلفظ ہے کی نہیں۔ البتہ خامی اور اردو میں معروف اور موصوف
 دونوں طرح کے داؤد اور بانی کے جھول ہیں۔ شاید اسلحہ میں مانت و کتا مانت و کتا کے کوئی سرت
 کا تلفظ جس طرح کہ ہے کہ اسلحہ ہے کھ بڑا دیکھ کر اس طرح کھ میں نہیں سکتا۔ البتہ معروف اور جھول
 دونوں طرح کی داؤد اور بانی کے جھول میں خود کرنے سے فرق ضروری ہو سکتا ہے۔ اور داؤد یا معروف کی شاید
 فرد جس اور جھول کی شاید سونہ اور داؤد و وزیر ہو سکتی ہیں ۱۲ اسلحہ کی کتا کی سے اور کتا کی صورت میں داؤد
 یا کتا سے پہلے واغیرہ کو بھی شاید مانت ہے اور داؤد یا مانت مانت ہے اور شاید بانی نہیں سکتی
 اور تشہد بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں داؤد و وزیر کی ذرا کتا کی چلتی ہے۔ پس صرف تشہد میں مانتوں کا خیال
 رکھا جائے۔ ایک یہ کہ تو تو کو کچھ سختی سے بڑھا جائے اور دوسری یہ کہ مانت کے رکھا جائے نہیں اس کا بھی دل

[illegible]

میں نے کوشش کی کہ انہیں مری و آقا کو یاد بخشد یہ نہ ہر جائیں۔ تشدید اور مزید ہے اور شدت اور چیز اور
 اٹک پٹک کوٹنا اور شش فضا کی ہر ہر حرکت کو جھٹکتے ہوئے تو اس فائدہ ملک کا بلا ہر کوئی فائدہ
 کوئی فائدہ سمجھ نہیں جوتا۔ مگر تکرار کے تئیں کا عام فائدہ کیا ہے۔ مگر وقتاً اس کو اکت سے بدلنا
 دینے ہی۔ جیسا کہ تیر عمریں بعد کے فائدہ شمس گنت چکا ہے۔ لیکن فی کی ہے کہ اس فائدہ کی ضرورت
 تھی اس لیے کہ ان دونوں گروں کے عوجیں و جملوں ہے وہ عوجیں عوجی ہیں بلکہ فوجی ہے۔ لیکن
 فوج تئیں اہل کا خاصہ ہے اور یہ دونوں فوجیں ہیں مگر ان قانون عام و دستور کے خلاف نہ رہے تئیں
 کی ضرورت میں لکھا ہوا ہے۔ اس لیے اس بات کا احتمال تھا کہ کوئی شخص مگر کی اصل کا لفظ کر کے
 برائے کسی ان پر ان کے ساتھ وقعت نہ کر دے۔ اسی لیے مؤلف نے اس حرفت اشارہ فرمایا ہے
 کہ وقت چند و سب کے تابع ہے۔ ان دونوں فوجوں کی رسم الف ہے۔ اسی لیے یہاں ولف
 الف کے ساتھ ہو گا نہ کہ اصل کا اقتدار کرتے ہوئے فوج کے ساتھ۔ اور جس میں جی تئیں کے
 پڑنے سے۔ رو کیا ہے۔ اس تئیں سے مراد فوج ہی ہے۔ چونکہ دونوں کا تلفظ ایک جیسا ہو گا
 اس لیے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کر دیا ہے۔ ۶۰ و اسطہ اعلم۔

ہجرت کی روایت کے موافق ہم لوگ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اور انھوں نے سنتہ ان مجید
 حاصل کیا ہے۔ امام عاصمؒ تابعی سے۔ اور انھوں نے تہذیب حبشہؒ انسؒ کی اور عبد اللہ
 بن حبیبؒ سے اور انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعب
 رضی اللہ عنہم سے امدان سب حضرات نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حضرت کی روایت کے موافق لکھا ہے اور جس کو میں ان کا اور دوسرے قاریوں کا خوف ہے۔
 وہاں بھی روایت کے موافق لکھا ہے اور آگے حضرت حسنؒ کی سند بیان کی ہے۔ یعنی ان حضرات
 کے واسطے گرامی بیان کیا ہے۔ جس کے ذیل ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پہنچا ہے
 اگرچہ سننے گراں زیادہ ہیں بلکہ واسطے معرفت تھی۔ ہم نے عبد کو بھانے کی غرض سے حق
 میں واسطہ پر قیام رکھ دیا ہے۔

پس امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاکر دین امام عاصم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ پہلا واسطہ ہے۔ اور
 امام عاصم شاکر دین حضرت زید بن حبشہؒ انسؒ کی اور حضرت عبد اللہ بن حبیبؒ سلمیٰ کے۔ اور یوں
 دوسرا واسطہ ہے۔ کیونکہ امام عاصم نے ان دونوں ہی سے پڑھا ہے۔ اور چہ دونوں شاکر
 ہیں چاہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت عبد اللہ
 بن مسعودؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابی بن کعب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے۔
 پس یہ پانچوں صحابہ تیسرا واسطہ ہیں۔ ودا باقی خدا ہے۔

خاتمہ

چاند کا پورا المہد بھی چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ وہاں بھی چودھویں المہد کے ختم پر سب مضامین پورے ہو گئے۔ ۲۱ ویں یہاں پہنچ کر رسالہ ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرما دے۔ باب مملوکوں سے خصوصاً بچوں سے خدو من قدو کشیدگیوں سے رہائے مولائی دیکھا کا طالب ہوں۔

اشرف علی تھانا - ۵ صفر ۱۳۲۴ھ

۲۵ حضرت بلالہ القدوس گنگوہی کی طرف سے نسبت ہے۔ میں کو ستر شیش کی خیرائش پر مرزا نے یہ رسالہ تعینیت فرمایا ہے۔ جن کا ذکر خیر المکتوبات میں ہے۔

۲۶ محنت پر تنقید اور لاف صرف بھی جلد ناخسریں سے بالعموم اہل تعلیم و متقیین و دیگر قدام قرائ سے بالخصوص غلام دارین اور حسن خاتمہ کی دُعا کا طالب ہے۔ امید ہے کہ ان حواشی سے استفادہ کرنے والے اور ان کا مطالعہ کرنے والے حضرات اپنی درجہت حاصل کریں اس ناچسپند کو امداد مادی کی کتاب کے کاغذوں کو فراغت نہیں فرمائی گئے۔

والخرء علونا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ
علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ
و انہم اجمعہ و ذرئہ تا بیاتہم و اہل بیاتہم اجمعین و ادھنا
مقتدر برحمۃک یا ارحم الراحمین۔

تمت بالخیر

۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳

مَعْلَمُ التَّجْوِيدِ لِلْمُسْتَعْلَمِ الْمُسْتَعِدِّ

(علم تجوید کی دوسری اہم اور مفید ترین کتاب)

مفتی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ
یہ کتاب علم تجوید کے موضوع پر بالکل نئے انداز اور نئے طریق کی ہے نہایت
جامع اور فن کے جملہ مسائل پر حاوی ہے۔ ہر مسئلہ کو نہایت سلیس اور عام فہم عبارت
میں بشکل سوال و جواب سمجھایا گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے نول محسوس ہوگا
کہ گویا آپ اپنے شائق اور صبران استاد سے فی کے مسائل دریافت کر رہے ہیں اور وہ
نہایت شفقت اور خیر خواہی کے جذبات سے آپ کے سوال کی ایک ایک شے کا جواب
دے رہے ہیں۔ اس طرح اس کتاب کے پڑھ لینے سے فی کے تمام مسائل نہایت
سہل اور سلیس کے ساتھ ذہنی نشیں ہو جاتے ہیں۔ زبان نہایت سلیس عام فہم طریقاً
جلا آور اور ترتیب نہایت عجیب ہے کہ مستعلم ذرا سی محنت سے باسانی فوائد و
تجوید پر عبور حاصل کر سکتا ہے علم و تجوید میں نہرو کا مل لینے اور اس کی حقیقت تک
رسانی حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کتاب کے
شرح میں نہایت مفید اور ضروری مقدمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ جس میں قرآن کریم کی عظمت
تلاوت قرآن مجید کے فضائل اور اس کی جمع و تدوین کا تاریخ وغیرہ پر چیریں مختصر
طور پر بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کی افادیت اور خوبوں کا پورا پورا اندازہ تو مطالعہ کے
بعد ہی ہوسکے گا۔ صفحات ۲۳۸

نوٹ :- نصاب کے تحت ترتیب کے لحاظ سے معْلَمُ التَّجْوِيدِ کا اور جالِہُ الْقُرْآنِ کے بعد
اور فائدِ کثیر سے پہلے ہے۔ اس لیے اگر جالِہُ الْقُرْآنِ کو پہلے پڑھ لیں گے تو پھر جالِہُ الْقُرْآنِ پر
مطالعہ کریں تو اس سے آشا۔ اللہ العزیز فائدِ کثیر کے کما حقہ کچھنے میں بہتے ہیں۔
اس لیے پھر آسکتے ہیں۔